اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ عہ
ششماہی ۔ ۸عہ
سہ ماہی ۔ ۱۲ عہ
بیرون ہند سالانہ ۔ عہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

جلد ۲۶ | مورخہ ۸ صفر ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۸۳

خطبہ نمبر ۱۳

خطبۂ جمعہ

حضرت کرشن جی اور حضرت رام چندر جی کا زمانہ بعثت

احمدی نوجوانوں سے خطاب! ہر جگہ انجمن خدام الاحمدیہ قائم کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں اپنے

ایک سابق خطبہ کے متعلق ایک تشریح

کرنی چاہتا ہوں۔ غالباً گذشتہ خطبہ سے پہلے خطبہ میں میں نے مثال کے طور پر جلالی اور جمالی نبیوں کا ذکر کرتے ہوئے کرشن جی اور رام چندر جی کا بھی ذکر کیا تھا اور میں نے ان دونوں کی ترتیب زمانی اس رنگ میں بیان کی تھی۔ کہ پہلے کرشن جی گذرے ہیں۔ بعد میں رام چندر جی ہوئے ہیں اس پر ایک دوست نے قادیان سے اور ایک دوست نے باہر سے مجھے لکھا ہے۔ کہ ہندو عقائد کے رو سے یہ ترتیب غلط ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ رام چندر جی پہلے ہوئے ہیں اور کرشن جی بعد میں (بعد میں مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ہندو جرائد نے بھی اس پر اعتراض کیا ہے) اس ترتیب زمانی سے تو یوں مجھے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ پہلے ہوئے ہوں۔ یا بعد میں۔ میں نے تو صرف

جلالی اور جمالی نبیوں کے اوقات

کے متعلق اور ان کی آمد کی غرض کے متعلق ایک مثال دی تھی۔ اگر یہ بات صحیح ہو۔ یعنی عام طور پر ہندوؤں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ رام چندر جی پہلے ہوئے ہیں۔ اور کرشن جی بعد میں۔ وہی درست ہو۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ میری مثال کے افراد میں تبدیلی کی ضرورت ہوگی اور میری مثال یوں تبدیل ہو جائے گی۔ کہ ویدوں کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لڑائیوں کے متعلق بہت سے احکام پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ رگ وید تو ایسے احکام سے بھرا پڑا ہے۔ پس ویدوں کے زمانہ میں جو

لڑائیوں کے احکام

دیئے گئے۔ اُن سے جو یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی۔ کہ ویدوں کو تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے رام چندر جی آئے۔ اور کرشن جی سے ہم ایک نیا دور فرض کر لیں گے بہرحال جلالی اور جمالی نبیوں کی ترتیب جو میرا اصل مقصود تھا۔ اس میں ان دو بزرگوں کے زمانہ کے مقدم و موخر ہو جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے بعد میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب میں نے یہ اعتراض سنا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ میں نے جو بات کہی تھی۔ وہ قیاساً نہ کہی تھی۔ بلکہ کسی سابق مطالعہ کے اثر کے ماتحت کہی تھی۔

اور یہ کہ ضرور اس خیال کی بنیاد کسی تاریخی تحقیق پر مبنی تھی۔ اور اس خیال سے میں نے بعض کتب خود دیکھیں۔ اور بعض اور دوستوں سے بھی مدد لی۔ اور آخر وہ خیال میرا درست نکلا۔ کہ

میرے بیان کا ماخذ تاریخی کتب میں موجود ہے

اور اس تحقیق کے نتیجہ میں مجھے معلوم ہؤا کہ موجودہ محققین میں سے بعض نے زبان کی بنیاد پر اور جغرافیائی واقعات پر یہ دعوے کیا ہے۔ کہ کرشن جی پہلے آئے ہیں۔ اور رام چندر جی بعد میں۔ یہ نتیجہ انہوں نے دو قسم کی تحقیقات کے نتیجہ میں نکالا ہے۔ ان کے دعویٰ کی ایک تو اس امر پر بنیاد ہے۔ کہ رام چندر جی کے متعلق جو لٹریچر ہے۔ وہ ویدوں کے علوم کے جس دَور سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ بعد میں ہؤا ہے۔ شائد صحیح تلفظ میں ادا نہ کر سکوں کیونکہ وہ ہندی لفظ ہے لیکن بہرحال اس کا نام وہ ستر رکھتے ہیں (یعنی بعد میں معلوم ہؤا ہے۔ کہ یہ لفظ سوتر ہے) ان کا دعویٰ ہے کہ سوتر قسم کا لٹریچر جو ویدوں کے متعلق ہے اور جو اختصار نویسی پر مشتمل ہے بعد کا ہے۔ اور والمیک جو رامائن کے مصنف ہیں۔ ان کا تعلق اسی لٹریچر سے ہے لیکن بیاس جی جو مہابھارت کے مصنف سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا تعلق اس لٹریچر سے ہے۔ جو رزمیہ کہلاتا ہے۔ اور تفصیل اور اطناب کی طرف مائل ہے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ گو ہندو تاریخ کرشن جی کو بعد کا قرار دیتی ہے۔ لیکن علم ادب کی زمانی قسموں کے لحاظ سے چونکہ مہابھارت پہلے زمانہ کے علم ادب میں لکھی ہوئی ہے اور رامائن بعد کے زمانہ کی۔ اور چونکہ اس زمانہ میں کتب پہلے لکھی نہ جاتی تھیں۔ بلکہ عام گیتوں کے طور پر پہلے زبانوں پر جاری ہوتی تھیں۔ اور پھر لکھی جاتی تھیں۔ اس لئے اس سے نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مہابھارت کے واقعات لوگوں میں پہلے مشہور تھے۔ اور رامائن کے واقعات کا چرچا بعد میں ہؤا۔ پس مہابھارت کے افراد پہلے گزرے ہیں۔ اور رامائن کے افراد بعد میں گزرے ہیں؛

اس تحقیق میں حصہ لینے والے صرف مغربی عیسائی مصنف ہی نہیں بلکہ ہندوستانی اور ہندو محققین بھی ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر آئنگر اور رامیشو دت جیسے فاضل مصنفوں نے بھی اسی قسم کے نتائج نکالے ہیں ان دونوں ہندوستانی مصنفوں کی تحقیق کے مطابق۔ مہابھارت کے واقعات کا زمانہ بارہ سو قبل مسیح تھا۔ اور رامائن کے واقعات کا زمانہ ساڑھے سات سو سے ایک ہزار قبل مسیح تک۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ دونوں واقعات میں وہ دو سو سے ساڑھے چار سو سال کا فاصلہ بتلاتے ہیں۔ اور رامائن کے واقعات کو بعد میں اور مہابھارت کے واقعات کو پہلے بتاتے ہیں۔ جس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ وہ کرشن جی کو مقدم سمجھتے ہیں اور رام چندر جی کو بعد میں سمجھتے ہیں؛

دوسری بات انہوں نے یہ پیش کی ہے۔ کہ سنسکرت کے قدیم مصنف پانی نی کی تصنیف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہابھارت کے واقعات اس وقت تک ہو چکے تھے۔ اور

رامائن کے واقعات

کا اس وقت تک کوئی نام نہ تھا۔ کیونکہ اس کی تصنیف سے مہابھارت کے واقعات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ لیکن رامائن کے واقعات کا سراغ نہیں ملتا دوسرا اصل بعض محققین نے جغرافیائی تحقیق کا بیان کیا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ مہابھارت میں بعض جغرافیائی کوائف ایسے بیان ہیں جو پہلے کے ہیں۔ اور رامائن کے جغرافیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساتویں صدی قبل مسیح کے زمانہ کے قریب کے زمانہ کے حالات بیان کر رہی ہے

ایک اور قرینہ

بھی بعض لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ مہابھارت میں جن پانڈوؤں کا ذکر آتا ہے۔ ان پانڈوؤں کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ زرد قوم تھی۔ اور زرد نسل چینی قومیں ہیں۔ اور کوروں کی قوم جو ہے۔ یہ آرین نسل ہے۔ گو کچھ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ شمالی ہند میں غیر آرین قوموں کی حکومتیں ابتدائی زمانہ میں تھیں۔ بعد میں آریوں نے ان کو دبا لیا۔ یا وہ آریوں میں مل گئیں یا فنا ہو گئیں۔ لیکن رامائن کے زمانہ میں شمالی ہند کی آریائی قوموں کا جنوبی ہند کی غیر آریائی قوموں سے ملاپ ظاہر ہوتا ہے۔ جو بعد کے زمانہ میں ہؤا۔ کیونکہ آریہ لوگ جنوبی ہند کی طرف اس وقت بڑھے ہیں۔ جب شمالی ہند پر وہ فتح پا چکے تھے۔ پس اس فرق کی وجہ سے بعض لوگ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مہابھارت کے واقعات پہلے کے ہیں اور رامائن کے بعد کے۔

ایک مزید استدلال اس بارہ میں یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مہابھارت کے ابتدائی دَور کے نسخوں میں پانڈوؤں کی مذمت کی گئی ہے۔ اور کوروں کی تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں آریہ قوم ابھی نئی نئی آئی تھی۔ اور غیر قوموں کو شمالی ہندوستان سے نکال رہی تھی اس دشمنی کی وجہ سے وہ غیر آریائی قوموں کو بہت بُرا سمجھتی تھی۔ لیکن بعد کے زمانہ کے اضافوں میں یہ نقشہ الٹ گیا ہے۔ اور پانڈوؤں کی تعریف اور کوروں کی مذمت نظر آتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض غیر آرین نسلیں آرین نسلوں میں مل جل گئیں۔ اور اب ان کے فاتحین آرین نسل کے فاتحین کی طرح قابل تعریف ہو گئے۔ اور ہارنے والے کورو قابلِ نفرت قرار پائے میرا یہ منشا نہیں کہ میں اس کو ہندو قوم کے عام خیال پر ترجیح دوں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اور خود ہندو مصنفین نے اختلاف کیا ہے۔ مجھے اپنے مضمون کے لئے اس اختلاف میں پڑنے یا اس کا فیصلہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ کوئی بات بھی مان لی جائے۔ میرے مضمون کی صحت پر اثر نہیں ہوتا۔ میری غرض تاریخی ترتیب پیش کرنی نہیں تھی۔ بلکہ

جلالی اور جمالی انبیاء کے متعلق ایک مثال

دینے کی تھی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ رامچندر جی پہلے ہوئے تو پھر وہ مثال یوں بن جائے گی۔ کہ ویدوں میں دشمنوں سے لڑائی کے متعلق جو تعلیم دی گئی ہے۔ اس سے جب یہ غلط فہمی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔ کہ وید تلوار کے زور سے پھیلائے گئے ہیں۔ تو اس کے ازالہ کے لئے رام چندر جی آئے۔ اور کرشن جی سے بعد میں ایک اور سلسلہ شروع ہؤا۔ اور اگر وہی ترتیب درست ہو۔ جو میں نے بیان کی تھی۔ تو مثال اپنی جگہ پر قائم رہے گی؛

اس تحقیق کے دوران میں

ایک اور عجیب بات

بھی معلوم ہوئی۔ جسے تاریخی طور پر نہیں بلکہ ذوقی طور پر میں بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دی تھی۔ کہ آپ حضرت کرشن کے مثیل ہیں۔ اب اس تحقیق کے دوران میں معلوم ہؤا کہ پانڈو منگولین ریس یعنے مغل قوم میں سے تھے۔ اور پرانے ہندو لٹریچر میں ان کو زرد اقوام قرار دیا گیا تھا۔ جو چینیوں کا نام ہے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہت ثابت ہے۔ کیونکہ آپ بھی منگولین ریس میں سے ہیں اور آپ کا خاندان

مغلیہ خاندان

ہے۔ اور مغل سب چینی ہیں۔ گو اصل میں ہمارا سب کا منبع عرب ہے۔ صرف درمیانی عرصہ میں کسی قوم کے کسی دوسری جگہ زیادہ عرصہ رہنے سے اس کے خواص بدل جاتے ہیں۔ ورنہ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ چونکہ عربی زبان ام الالسنہ ہے۔ اس لئے انسانی نسل کا منبع بھی عرب ہی ہے؛

اس کے بعد میں

آج کے خطبہ کے مضمون کی طرف

آتا ہوں - میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے - کہ قوم کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی - نئی نسلیں جب تک اُس دین اور اُن اصُول کی حامل نہ ہوں - جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دُنیا میں قائم کرتے ہیں اس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا - بے شک ترقی ہوتی ہے - مگر اس طرح کہ کبھی ترقی ہُوئی - اور کبھی رُک گئی - کبھی بڑھ گئے - اور کبھی رخنہ واقعہ ہو گیا - اس طرح وُہ الٰہی سلسلہ پہاڑوں کی طرح اونچا نیچا ہوتا چلا جاتا ہے - لیکن بہر حال رخنہ بُری چیز ہے کوئی اچھی چیز نہیں - اور ہمیں اس کو جلد سے جلد دُور کرنا چاہیئے - مگر یہ رخنے آج ہم میں ہی پیدا نہیں ہُوئے

پہلی قوموں اور پہلے زمانوں میں

بھی موجود تھے - جن کو نظر انداز کرتے ہُوئے بعض لوگ ہماری جماعت پر یہ اعتراض کر دیا کرتے ہیں - کہ اگر یہ الٰہی سلسلہ ہے - تو اس میں فلاں نقص کیوں ہے - حالانکہ یہ باتیں پہلے زمانوں میں بھی تھیں -

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے حقوق کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتی تھیں - اور بعض دفعہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی شکایت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لاتی - تو حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا بڑے زور سے اس کی تائید کیا کرتیں - اور بار بار فرماتیں - کہ اس کے حقوق تلف ہو رہے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے - یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی بعض دفعہ فرماتے - کہ عائشہ رضؓ تم تو عورتوں کی بڑے زور سے حمایت کرتی ہو - پھر دین کے کاموں میں حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا بڑا حصہ لیتی تھیں - ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارادہ فرمایا - کہ اعتکاف بیٹھیں حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہُوا - تو انہوں نے اسی وقت مسجد میں خیمہ جا لگایا باقی امہات المومنین نے یہ دیکھا - تو انہوں نے بھی اپنے اپنے خیمے مسجد میں آکر لگا دیئے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ کیا دیکھتے ہیں - کہ جس طرح کہیں فوج اُتری ہوئی ہوتی ہے - اسی طرح مسجد میں خیمے لگے ہُوئے ہیں - آپ نے فرمایا - یہ کیا ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا - یہ امہات المومنین کے خیمے ہیں - جو انہوں نے معتکف ہونے کے لئے لگائے ہیں - آپ نے فرمایا - اٹھاؤ سب کو - اگر یہ خیمے یہاں لگے رہے - تو لوگوں کو نماز پڑھنے کی جگہ کہاں ملے گی - تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

عورتوں کے حقوق

کا ہمیشہ خاص خیال رکھا کرتی تھیں - مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی آتا ہے - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا - اگر عورتوں کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ویسے ہی حالات ظاہر ہوتے جیسے آج کل ظاہر ہیں - تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیتے - اب یہ بالکل قریب زمانہ کی بات ہے - زیادہ سے زیادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر تیس چالیس سال ہوئے ہونگے مگر آپ فرماتی ہیں - کہ اگر آج سے چند سال پہلے یہ حالات ظاہر ہوتے - تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں کو مساجد میں آنے کی ممانعت فرما دیتے اور آپ نے جو اجازت دے رکھی تھی - اسے منسُوخ فرما دیتے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ بعض حدیث العہد عورتیں یا غیر قوموں کی عورتیں پردہ میں پوری احتیاط ملحوظ نہیں رکھتی ہوں گی - اور لوگ اعتراض کرتے ہونگے - جس پر آپ نے یہ فرمایا - جیسے قادیان میں بھی بعض ایسی باتوں پر لوگ اعتراض کر دیا کرتے ہیں - مگر باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اعتراض کے وُہ زمانہ خیر القرون ہی کہلاتا ہے - کیونکہ انہوں نے

اصلاحی پہلو سے اعتراض

کیا تھا - یہ نہیں کہا - کہ قوم گندی ہو گئی - مگر اس کے یہ معنے نہیں - کہ ان چیزوں کو قائم رکھا جائے - بلکہ ہمیں ان امور کی اصلاح کا فکر کرنا چاہیئے - اور وُہ اصلاح اسی رنگ میں ہو سکتی ہے - کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے - کہ وُہ اپنے اندر ایسی رُوح پیدا کریں - کہ

اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز

انہیں میسر آجائے - اگر ان کے اندر اپنے طور پر یہ بات پیدا ہو جائے تو پھر کسی حکم کی ضرورت نہیں رہتی - حکم دینا کوئی ایسا اچھا نہیں ہوتا -

دُنیا میں بہترین مصلح

وُہی سمجھا جاتا ہے - جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی رُوح پیدا کر دیتا ہے - کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے - اور وُہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسُوس نہیں کرتے یہی وجہ ہے - کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے - اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں - کہ یہ کرو - اور وُہ کرو - مگر قرآن یہ کہتا ہے - کہ اس لئے کرو - اس لئے کرو - گویا وُہ خالی حکم نہیں دیتا - بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے - تو سمجھانا - اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا یہ کامیابی کا ایک اہم گُر ہے - اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے - چنانچہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں - اُن میں سے ایک نصیحت یہ ہے - کہ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک (ع ۲) کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے - اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائیں بے شک - تم آگے بڑھنے کی بھی کوشش کرو - مگر اتنے تیز بھی نہ ہو جاؤ - کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں - دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو - محبت - پیار اور سمجھا کر دو - اس طرح نہ کہو - کہ "ہم یوں کہتے ہیں" بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو - کہ لوگ اسے سمجھ سکیں - اور وُہ کہیں - کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے - واغضض من صوتک کے یہی معنے ہیں - گویا میانہ روی اور پُر حکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی رُوح پیدا کیا کرتی ہیں - اور پُر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے - کہ دوسرے دل میں ایسی روح پیدا کر دی جائے - کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے - تو سننے والے کہیں - کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی - یہی وقت ہوتا ہے - جب کسی قوم کا قدم

ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھنا

شروع ہو جاتا ہے - مگر جب امام کچھ کہے - اور ماموم کچھ سمجھے - امیر کوئی حکم دے - اور مامور اس سے کوئی مطلب لے - اور سمجھنے اور سمجھانے کی کشمکش جاری رہے - وُہ حکم دے - اور یہ کہے - کہ مجھے پہلے اس کی غرض اور اس کا فائدہ سمجھا دیجئے - اور جب سمجھایا جائے - تو کہے میری سمجھ میں نہیں آیا - تو ایسی صورت میں کبھی بھی قومی ترقی نہیں ہوتی - لیکن جب امیر اور مامور کے آپس میں ایسے تعلقات ہوں - یا تربیت دماغی ایسے رنگ میں ہو چکی ہو - کہ امیر جب کوئی حکم دے - تو سب لوگ یہ سمجھیں - کہ اس میں

ہمارا فائدہ

ہے - اور یہی ہماری اپنی خواہش تھی - تو اس وقت یقیناً وُہ ترقی کر جاتی ہے -

ہمارے ملک میں مثل ہے کہ سو سیانے تے اکو مت یعنی اگر سو عقلمند ہوں تو وہ سب ایک ہی بات پر متفق ہوں گے۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ۔ اسی طرح اگر ہم ساری جماعت کو عقلمند بنا دیں تو سب کی ایک ہی رائے ہو۔ اور متحدہ عزم متحدہ ، ارادے اور متحدہ کوششیں اپنے اندر جو اثر رکھتی ہیں۔ وہ بہت وسیع ہوتے ہیں۔ لیکن اگر امیر کی عقل تو تیز ہے لیکن مامور کی نہیں۔ مامور قدم قدم پر ٹھہر جاتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے سمجھا لیجئے۔ ایسا نہ ہو۔ مجھے کوئی غلطی لگ جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس امیر کی کوششیں بارآور نہیں ہوتیں۔ اور قوم کامیابی کا پھل کھانے سے محروم رہتی ہے تو بہترین ذریعہ قومی ترقی کا یہ ہوتا ہے کہ ساروں کی عقل تیز کر دی جائے ادھر انہیں حکم ملے۔ اور ادھر طبائع اس پر عمل کرنے کے لئے پہلے ہی تیار ہوں۔ اور وہ کہیں کہ ہم تو پہلے ہی اس کے منتظر تھے ؎

حدیثوں میں ایسے بہت سے واقعات آتے ہیں۔ کہ جب قرآنی احکام نازل ہوتے تو صحابہ رض کہتے ہم تو پہلے ہی ان احکام کے منتظر تھے اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ وہ فوراً عمل کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور بحث۔ اور غلط بحث۔ سے بچ جاتے پس ایسے ذرائع کو اختیار کرنا چاہیئے۔ جن سے قوم کے دماغ کی تربیت ہو۔ اور خصوصاً

نوجوانوں کے دماغ کی تربیّت

ہو۔ کیونکہ زیادہ تر کاموں کی ذمہ داری آئندہ نوجوانوں پر ہی پڑنے والی ہوتی ہے۔ اگر نوجوانوں میں بری باتیں پیدا ہو جائیں۔ مثلاً نکمے پن کی عادت پیدا ہو جائے یا سستی کی عادت پیدا ہو جائے یا جھوٹ کی عادت پیدا ہو جائے۔ تو یقیناً آج نہیں تو کل وہ قوم تباہ ہو جائے گی۔ بالخصوص جھوٹ تو ایسا خطرناک مرض ہے۔ کہ یہ انسان کے ایمان کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ بعض دفعہ پندرہ پندرہ سال تک ہم ایک شخص کے متعلق یہ سمجھتے رہتے ہیں۔ کہ وہ بڑا بزرگ اور راستباز انسان ہے۔ مگر پھر پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ بڑا کذاب ہے۔ دیکھتا کچھ ہے۔ اور بیان کچھ کرتا ہے۔ مگر یہ باتیں بچپن میں ہی پیدا ہوتی ہیں ؎

پس نوجوانوں میں اگر اس قسم کی باتیں پیدا کر دی جائیں۔ اور ان کے اخلاق کو صحیح رنگ میں ڈھالا جائے۔ تو یقیناً قوم کی ترقی میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً میں نے تحریک جدید جاری کی۔ اس میں اگر غور کر کے دیکھا جائے تو کامیابی

عورتوں اور بچوں کی مدد

کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر عورتیں اور بچے ہمارے ساتھ تعاون نہ کریں۔ تو یقیناً جماعت کا ایک حصہ اس پر عمل کرنے سے رہ جائے گا۔ لیکن اگر عورتیں اور بچے اس میں شامل ہوں۔ تو ہمارے کام میں بہت سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً سادے کپڑے ہیں یا زیورات کی کمی ہے۔ یا ایک خاص عرصہ تک زیور بالکل نہ بنوانا ہے۔ اب جب تک عورتیں اس میں شریک نہ ہوں۔ ان باتوں پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے۔ یا ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ اس میں اگر بچے اور نوجوان شریک نہ ہوں۔ تو یہ سکیم کس طرح چل سکتی ہے۔ یا مثلاً نکما نہ رہنا ہے۔ اب

نکمے پن کی عادت

بچوں میں ہی ہو سکتی ہے۔ بڑے تو اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے کئی آسودہ حال ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی نئی نسل یہ کہنا شروع کر دیتی ہے۔ کہ ہمارے ابا نواب۔ ہمارے ابا فلانے۔ ہم فلاں کام کیوں کریں۔ اس میں ہماری ہتک ہے۔ اور پھر تمام خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ حالانکہ اگر ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی جائے۔ اور ان کے قلوب پر اس کا نقش کر دیا جائے۔ کہ جو شخص کام کرتا ہے۔ وہ عزت کا مستحق ہے۔ اور جو کام نہیں کرتا۔ بلکہ نکما رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے۔ اور یہ کہ معمولی دولتمند یا زمیندار تو الگ رہے اگر ایک بادشاہ یا شہنشاہ کا بیٹا بھی نکما رہتا ہے۔ تو وہ بھی اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار کا موجب ہے۔ اور اس چمار کے بیٹے سے بدتر ہے جو کام کرتا ہے۔ تو یقیناً اگلی نسل درست ہو سکتی ہے۔ اور پھر وہ نسل اپنے سے اگلی نسل کو درست کر سکتی ہے۔ اور وہ اپنے سے اگلی نسل کو یہاں تک کہ یہ باتیں قومی کیرکٹر میں شامل ہو جائیں۔ اور ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جو باتیں قوم کی عادت بن جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ عادت ایک لحاظ سے بری ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ ایک لحاظ سے وہ اچھی بھی ہوتی ہے۔ جب کوئی قوم بیدار ہو۔ اور اس وقت وہ اپنے اندر اچھی عادتیں پیدا کرے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ قوم سو جاتی ہے۔ تو اس کی عادت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اور اس طرح وہ نیکی ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ محفوظ رہتی ہے۔ چاہے وہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھائے بلکہ کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

دنیا میں تین قسم کے انسان

ہوتے ہیں۔ ایک کی مثال تو اس کھیت کی سی ہوتی ہے۔ جس میں پانی آتا ہے اور وہ اسے اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس میں سے خوب کھیتی نکلتی ہے۔ اور ایک کی مثال اس زمین کی سی ہوتی ہے جس میں پانی اگر جمع تو ہو جاتا ہے۔ مگر کھیتی نہیں اگتی۔ دوسرے لوگ اس پانی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایک کی مثال اس کنکریلی زمین کی سی ہوتی ہے۔ جہاں پانی آتا ہے۔ تو نہ اس زمین میں جذب ہوتا ہے۔ اور نہ اس میں محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں جو الٰہی نور اپنے اندر جذب کرتے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور ایک ایسے ہوتے ہیں۔ جو خود تو فائدہ نہیں اٹھاتے مگر جس طرح بعض زمینوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عادت کے طور پر بعض نیک کام ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور اسکا گو انہیں کوئی فائدہ نہ پہونچے۔ مگر کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ نیکی محفوظ رہتی ہے۔ مثلاً اگر باپ التزام کے ساتھ سوچ سمجھ کر نماز پڑھنے کا عادی ہے۔ اور اس کا بیٹا نماز کا تارک ہے تو پوتا بہر حال نماز کا تارک ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے باپ کو نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ لیکن اگر بیٹا نماز تو پڑھتا ہے مگر عادتاً پڑھتا ہے۔ دلی ذوق و شوق کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ تو گو وہ اس فائدہ سے محروم رہے۔ جو حقیقی نماز پڑھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر نماز اسکے بیٹوں تک ضرور پہنچ جائیگی۔ اور ممکن ہوگا۔ کہ وہ اگلی نسل نماز سے حقیقی فائدہ حاصل کرلے۔ تو عادتاً جو نیکیاں پیدا ہو جائیں۔ وہ بھی قوم کو فائدہ پہونچاتی ہیں۔ اور گو عادت کی وجہ سے وہ قوم اس سے خود فائدہ نہ اٹھائے۔ مگر وہ نیکی راستہ میں برباد نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اگلے لوگوں تک پہونچ جاتی ہے۔ اور ان میں سے جو فائدہ اٹھانے کے اہل ہوں۔ وہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ اسی لئے جب کسی قوم میں تین چار نسلیں اچھی گزر جائیں۔ اسکے معیاری اخلاق دنیا میں قائم رہتے ہیں مٹتے نہیں۔ اور اگر ایک دو نسلوں میں ہی کمزوری آجائے۔ تو وہ اخلاق راستہ میں ہی فنا ہو جاتے ہیں پس اگر کوئی اچھی نسلیں گزر جائیں اور ان میں نیکیاں عادت کے طور پر پیدا ہو جائیں۔ تو گو کوئی زمانہ ایسا آجائے کہ وہ اصل نیکی کی روح سے محروم ہو جائے

مگر چونکہ اس کا ظاہر باقی ہوگا۔ اس لئے بعد میں آنے والے اس سے پھر زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نمونہ ان کے پاس موجود ہوگا۔

تو اولادوں کی درستی اور اصلاح اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور عورتوں کی درستی اور اصلاح یہ نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ اگر دوست چاہتے ہیں۔ کہ وہ تحریک جدید کو کامیاب بنائیں تو اُن کے لئے ضروری ہے۔ کہ جس طرح ہر جگہ لجنات اماء اللہ قائم ہیں۔ اسی طرح ہر جگہ

نوجوانوں کی انجمنیں

قائم کریں۔ قادیان میں بعض نوجوانوں کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل کرتے ہوئے ایک

مجلس خدام الاحمدیہ

کے نام سے قائم کر دی ہے۔ چونکہ ایک حد تک کام میں ایک دوسرے کے ذوق کا ملنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے شروع میں مَیں نے انہیں اجازت دی ہے۔ کہ وہ ہم ذوق لوگوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ لیکن میں نے انہیں ہدایت بھی کی ہے۔ کہ جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو۔ باقی لوگوں کو بھی اپنے اندر شامل کریں۔ مگر میں نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نوجوانوں میں کام کرنے کی روح پیدا ہو۔ یہ ہدایت کی ہے۔ کہ جو لوگ جماعت میں تقریر و تحریر میں خاص مہارت حاصل کر چکے ہوں۔ ان کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے۔ جس کی وجہ سے بعض دوستوں کو غلط فہمی بھی ہوئی ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت کے ایک مبلغ مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور کہنے لگے۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں نے کہا۔ مَیں تو ناراض نہیں۔ آپ کو یہ کیونکر وہم ہوا۔ کہ میں ناراض ہوں۔ وہ کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ میں میری شمولیت کی اجازت نہیں دی۔ میں نے کہا یہ صرف آپ کا سوال نہیں۔ جسقدر لوگ خاص مہارت رکھتے ہیں۔ اُن سب کی شمولیت کی میں نے ممانعت کی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر بڑے آدمیوں کو بھی اُن میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ پریذیڈنٹ بھی انہی کو بنائینگے سیکرٹری بھی انہی کو بنائیں گے۔ مشورے بھی انہی کے قبول کریں گے۔ اور اس طرح اپنی عقل سے کام نہ لینے کی وجہ سے وہ خود

بدھو کے بدھو

رہیں گے۔ مثلاً اگر مَیں کسی انجمن یا جلسہ میں شامل ہوں۔ تو یہ قدرتی بات ہے۔ کہ چونکہ جماعت کے اعتقاد کے مطابق خلیفۃ المسیح سے بڑا مقام اور کوئی نہیں۔ اس لئے وہ کہیں گے۔ کہ خلیفۃ المسیح کو ہی پریذیڈنٹ بنایا جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جو تربیت پریذیڈنٹی سے حاصل ہوتی ہے وہ بیچ میں ہی رہ جائے گی۔ اور جماعت اس قسم کے تجربے سے محروم رہ جائے گی۔

پس میں نے خاص طور پر انہیں یہ ہدایت دی ہے۔ کہ جن لوگوں کی شخصیتیں نمایاں ہو چکی ہیں۔ ان کو اپنے اندر شامل نہ کیا جائے تا انہیں خود کام کرنے کا موقعہ ملے ہاں دوسرے درجہ یا تیسرے درجہ کے لوگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ تا انہیں خود کام کرنے کی مشق ہو۔ اور وہ قومی کاموں کو سمجھ سکیں۔ اور انہیں سنبھال سکیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اس وقت تک انہوں نے

جو کام کیا ہے اچھا کیا ہے

اور محنت سے کیا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ اگر میں انہیں یہ اجازت دے دیتا۔ کہ وہ پرانے مبلغین مثلاً مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب یا مولوی جلال الدین صاحب شمس اور اسی قسم کے دوسرے مبلغوں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جو اشتہارات اس وقت تک انہوں نے لکھے ہیں۔ سب وہی لکھتے وہی اعتراضات کے جوابات دیتے اور دوسرے نوجوانوں کو کچھ بھی پتہ نہ ہوتا۔ کہ اعتراضات کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے۔ پس میں نے انہیں ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے سے روک دیا۔ میں نے کہا تم مشورہ بیشک لو۔ مگر جو کچھ لکھو وہ تم ہی لکھو۔ تا تم کو اپنی ذمہ داری محسوس ہو۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شروع میں وہ بہت گھبرائے۔ انہوں نے ادھر ادھر سے کتابیں لیں۔ اور بڑے لوگوں سے دریافت کیا کہ فلاں بات کا کیا جواب دیں۔ مضمون لکھے اور بار بار کاٹے مگر جب مضمون تیار ہو گئے اور انہوں نے شائع کئے۔ تو وہ نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے اور میں سمجھتا ہوں۔ وہ دوسرے مضمونوں سے دوسرے نمبر پر نہیں ہیں۔ گو ان کو ایک ایک مضمون لکھنے میں بعض دفعہ مہینہ مہینہ لگ گیا۔ اور ہمارے جیسا شخص جسے لکھنے کی مشق ہو۔ شائد ویسا مضمون گھنٹے دو گھنٹے میں لکھ لیتا۔ اور پھر کسی اور کی ... کی ضرورت بھی نہ پڑتی۔ مگر وہ دس بارہ آدمی ایک ایک مضمون کے لئے مہینہ مہینہ لگے رہے لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا۔ کہ جو اسلامی لٹریچر اُن کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ وہ ان کے سامنے آ گیا۔ اور دس بارہ نوجوانوں کو پڑھنا پڑا۔ اور اسطرح ان کے معلومات میں بہت اضافہ ہوا۔ تو اگر اسی قسم کے علمی کام یہ انجمنیں کریں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اسلامی تاریخ کی کتابیں اسلامی تفسیر کی کتابیں۔ حدیث کی کتابیں۔ فقہ کی کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اور اسی طرح اور بہت سی کتب اُن کے زیر نظر آ جائیں گی۔ اور انہیں اپنی ذات میں بہت بڑا علمی فائدہ حاصل ہوگا۔

دوسرا فائدہ جماعت کو اس قسم کی انجمنوں سے یہ پہنچیگا۔ کہ اُسے

کئی نئے مصنف اور مؤلف مل جائینگے

تیسرا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ نوجوانوں میں اعتماد نفس پیدا ہوگا۔ اور انہیں یہ خیال آئے گا۔ کہ ہم بھی کسی کام کے اہل ہیں۔ اب اگر مَیں بڑے آدمیوں کو بھی انہیں اپنے اندر شامل کرنے کی اجازت دے دیتا۔ تو یہ سارے فوائد جاتے رہتے۔ لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ تصنیف کا کام ہمیشہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہر شخص کر سکتا ہے کیونکہ ہر شخص نہ عربی میں احادیث پڑھ سکتا ہے نہ عربی تفسیریں دیکھ سکتا ہے۔ نہ عربی کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ پس اُن کے لئے اور کاموں کی بھی ضرورت ہے۔ اور مَیں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ

تحریک جدید کے اصول پر کام کرنے کی عادت

43

ڈالیں۔ نوجوانوں کے اخلاق کی درستی کریں انہیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کریں دینی علوم کے پڑھنے اور پڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ اور ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ جو واقعی کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ بعض طبائع صرف چوہدری بننا چاہتی ہیں۔ کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔ ایسوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ صرف پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بننا چاہتے ہیں۔ اور ان کا طریق یہ ہوتا ہے کہ جس دن پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کے انتخاب کا سوال ہو۔ فوراً آ جائیں گے۔ اور پھر کبھی شکل بھی نہیں دکھائیں گے۔ لیکن جب دوبارہ انتخاب کا سوال ہو۔ تو پھر اپنے پندرہ بیس چیلے لے کر آ جائیں گے جنہیں پہلے سے یہ سکھا دیں گے۔ کہ ہمیں ووٹ دینا اور اسطرح پھر پریذیڈنٹ یا سیکرٹری بن جائیں گے۔ اور خیال کریں گے۔ کہ ان کی زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک جگہ ایک مجلس قائم ہوئی تو اس میں بڑا تفرقہ پیدا

ہوگیا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ آپس میں خوب لڑائی ہوئی ہے۔ ایک کہتا ہے میں پریذیڈنٹ بنوں گا۔ اور دوسرا کہتا ہے میں بنوں گا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں نے کہا تم یوں کیوں نہیں کرتے۔ کہ ایک کو پریذیڈنٹ بنادو دوسرے کا صدر نام رکھ دو۔ تیسرے کو مربی بنادو۔ اور چوتھے کو چیئرمین قرار دے دو۔ وہ یہ سن کر بڑے خوش ہوئے۔ اور انہوں نے اسی طرح کیا۔ ایک کے متعلق کہہ دیا۔ کہ یہ مربی صاحب ہیں۔ اور چپکے سے اس کے کان میں کہہ دیا۔ کہ اجی مربی ہی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ صدر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ پھر دوسرے کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ ہیں صدر۔ اور دیکھئے صدر ہی سب سے بڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ سب سے نمایاں جگہ اسی کو ملتی ہے۔ مربی کا کیا ہے وہ تو گھر بیٹھا رہتا ہے۔ پھر تیسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے آپ ہمارے پریذیڈنٹ ہیں۔ صدر تو ملاؤں قل اعوذیوں کا لفظ ہے۔ آپ موجودہ زمانہ کے روشن دماغ انسانوں کی طرف دیکھئے۔ وہ اپنے میں سے بہترین شخص کو پریذیڈنٹ بناتے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ کو اپنا پریذیڈنٹ بناتے ہیں۔ پھر چوتھے کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے۔ آپ ہمارے چیئرمین ہیں چنانچہ سب خوش ہوگئے۔ کیونکہ انہیں کام سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہیں صرف اتنا شوق تھا۔ کہ جب مثلاً کسی ڈپٹی کمشنر کو کوئی چٹھی لکھنی پڑی ۔ تو پہلے نے لکھ دیا۔ مربی مسلم ایسوسی ایشن دوسرے نے لکھ دیا۔ چیئرمین مسلم ایسوسی ایشن تیسرے نے لکھ دیا صدر مسلم ایسوسی ایشن چوتھے نے لکھ دیا۔ پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن محض یہ بتانے کے لئے کہ ہم مسلمانوں کے سردار ہیں۔ ورنہ کام کچھ نہیں کرتے تو بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ اس قسم کے

عہدے لینے کے لئے مجالس میں شامل

ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کے لئے۔ اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کے لئے۔ وہ وہی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ ویل للمصلین الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون الذین ہم یراؤن (الماعون ع۲) ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔ تو میں نے انہیں نصیحت کی ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنے اندر مت شامل کریں۔ جو کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں بلکہ انہی کو اپنے اندر شامل کریں۔ جو یہ اقرار کریں کہ وہ بے قاعدگی کے ساتھ نہیں بلکہ باقاعدگی کے ساتھ کام کیا کریں گے۔ بے قاعدگی کے ساتھ کام میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ اگر تھوڑا کام کیا جائے۔ لیکن مسلسل کیا جائے تو وہ اس کام سے زیادہ بہتر ہوتا ہے جو زیادہ کیا جائے۔ لیکن تواتر اور تسلسل کے ساتھ نہ کیا جائے۔

میں چاہتا ہوں کہ باہر کی جماعتیں بھی اپنی اپنی جگہ

خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں

یہ ایسا ہی نام ہے جیسے لجنہ اماء اللہ۔ لجنہ اماء اللہ کے معنی ہیں اللہ کی لونڈیاں اور خدام الاحمدیہ سے مراد بھی یہی ہے کہ احمدیت کے خادم۔ یہ نام انہیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا۔ کہ وہ خادم ہیں مخدوم نہیں۔ یہ جو بعض لوگوں کے دلوں میں خیال پایا جاتا ہے۔ کہ کاش ہم کسی طرح لیڈر بن جائیں یہ بے ہودہ خیال ہوتا ہے لیڈر بنانا خدا کا کام ہے۔ اور جس کو خدا لیڈر بنانا چاہتا ہے۔ اُسے پکڑ کر بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا۔ اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں۔ اور پوشیدہ مروں۔ مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ہم نے دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں آپ ہمیشہ پیچھے ہٹ کر بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ پر نظر پڑتی۔ تو آپ فرماتے مولوی صاحب آگے آئیں اور آپ ذرا کھسک کر آگے ہو جاتے پھر دیکھتے تو فرماتے مولوی صاحب اور آگے آئیں اور پھر آپ ذرا اور آگے آ جاتے۔ خود میرا بھی یہی حال تھا۔ جب حضرت خلیفہ اول کی وفات کا وقت قریب آیا۔ اس وقت میں نے یہ دیکھ کر کہ خلافت کے لئے بعض لوگ میرا نام لیتے ہیں۔ اور بعض اس کے خلاف ہیں۔ یہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ قادیان چھوڑ کر چلا جاؤں۔ تا جو فیصلہ ہونا ہو میرے بعد ہو۔ مگر حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ میں نہ جا سکا۔ پھر جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی۔ تو اس وقت میں نے اپنے دوستوں کو اس بات پر تیار کر لیا۔ کہ اگر اس بات پر اختلاف ہو۔ کہ خلیفہ کس جماعت میں سے ہو۔ تو ہم ان لوگوں میں سے (جو اب غیر مبائع ہیں) کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ اور پھر میرے اصرار پر میرے تمام رشتہ داروں نے فیصلہ کیا۔ کہ اگر وہ اس امر کو تسلیم کر لیں۔ تو اول تو عام رائے لی جائے۔ اور اگر اس سے وہ اختلاف کریں۔ تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو۔ اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ اور میں یہ فیصلہ کر کے خوش تھا۔ کہ اب اختلاف سے جماعت محفوظ رہے گی۔ چنانچہ گزشتہ سال حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے بھی حلفیہ بیان شائع کرایا تھا کہ میں نے حافظ صاحب کو انہی دنوں کہا تھا کہ "اگر مولوی محمد علی صاحب کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بنا دے۔ تو میں اپنے تمام متعلقین کے ساتھ ان کی بیعت کر لوں گا" (الفضل ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء)

لیکن اللہ تعالیٰ نے دھکا دے کر مجھے آگے کر دیا۔ تو

اللہ تعالیٰ جسکو بڑا بنانا چاہے

وہ دنیا کے کسی کونہ میں پوشیدہ ہو۔ خدا تعالیٰ اسکو نکال کر آگے لے آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس کے لئے میں پھر حضرت لقمان والی مثال دیتا ہوں۔ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یا بنیّ انہا ان تک مثقال حبۃٍ من خردلٍ فتکن فی صخرۃٍ او فی السمٰوٰت او فی الارض یأت بہا اللہ (لقمان ع۲) کہ اے میرے بیٹے اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی چیز ہو۔ اور وہ کسی پتھر میں پوشیدہ ہو یا آسمانوں اور زمین میں ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو نکال کرلے آئیگا۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ اگر تمہارے دل میں ایمان ہو۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں خود اس کام پر مقرر کرے گا۔ جس کے تم اہل ہو۔

تمہیں خود کسی عہدہ کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے۔ تو وُہ لوگ جو خدمتِ خلق کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں۔ پھر اگر خدا تعالےٰ تمہیں خود مخدوم بنانا چاہے۔ تو ساری دُنیا مل کر بھی اس میں روک نہیں بن سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خدا تعالےٰ کے مسیح اور مامور تھے۔ اور پھر ایسے مامور تھے جن کی تمام انبیاء نے خبر دی۔ اُن کا ذکر تو بڑی بات ہے۔ میں اپنے متعلق ہی شروع سے دیکھتا ہوں۔ کہ مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اور اتنی شدید ہوتی ہیں۔ کہ ہر دفعہ لوگ یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اب کی دفعہ یہ مخالفانہ ہوائیں سب کچھ اڑا کر لے جائیں گی مگر پھر وُہ اس طرح بیٹھ جاتی ہیں۔ جس طرح جھاگ بیٹھ جاتی ہے۔ تو جس کو اللہ تعالےٰ قائم کرنا چاہے۔ اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

پس تمہیں اپنے دلوں میں سے

ہر قسم کی نمود کا خیال مٹا کر

کام کرنا چاہیئے۔ بڑبولا ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وُہ تیز کلامی میں مشغول ہیں۔ صحابہ رضؓ چونکہ سادہ کلام کرنے کے عادی تھے۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ معمولی فقرہ فرما دیا۔ کہ میں نے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باتیں کرتے دیکھا ہے۔ آپ تو اس طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ اب ایک نیک شخص اور مومن انسان کو یہ فقرہ بالکل کاٹ دینے والا ہے۔ اور وُہ اسی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ کس رنگ میں گفتگو کرنی چاہیئے۔

تو بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ زبان کے رس میں ساری کامیابی ہے۔ حالانکہ اصل چیز باتیں کرنا نہیں۔ بلکہ کام کرنا ہے۔ مگر میں انہیں یہی نصیحت کرتا ہوں [illegible] یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی اور بیرون مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی جو ممبر اس خطبہ کے نتیجہ میں قائم ہوں۔ کہ وُہ اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ اُن کا

تعداد پر بھروسہ نہ ہو۔

بلکہ کام کرنا اُن کا مقصود ہو۔ یہ بات میں پہلے بھی بیان کر چکا ہُوں۔ لیکن آج مجھے اس طرف خاص توجہ اس لئے ہُوئی ہے۔ کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک عہدہ دار کی مجھے چٹھی ملی ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اس مجلس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اور بعض لوگ جو پہلے اس میں شامل تھے۔ وُہ اب پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ حالانکہ اس بات پر بجائے رنجیدہ ہونے کے اُنہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ میری تعلیم یہی ہے۔ کہ کام کرنے والے چاہئیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ محض تعداد بڑھانے کے شوق میں نا اہلوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ ہم سے زیادہ تعداد شیعوں کی ہے۔ اور ان سے بھی زیادہ حنفیوں کی ہے۔ پھر غیر مسلموں کو جمع کیا جائے۔ تو وُہ مسلمان کہلانے والوں سے زیادہ ہیں۔

پس اگر تعداد کی زیادتی پر ہی مدار رکھا جائے۔ تو پھر تو انسان کو باطل کی طرف جھکنا پڑتا ہے۔ حالانکہ

نیک کام ہمیشہ نیک بنیاد سے ہوتے ہیں

میں کہتا ہوں۔ یہ سوال نہیں۔ کہ تمہارے دس ممبر ہیں۔ یا بیس یا پچاس یا سو۔ اگر مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک سکرٹری یا پریذیڈنٹ ہی کبھی ہاتھ میں لے لے۔ اور گلیوں کی صفائی کرتا پھرے۔ یا لوگوں کو نماز کے لئے بلائے۔ یا کوئی غریب بیوہ جس کے گھر سودا لا کر دینے والا کوئی نہیں۔ اُسے سودا لا کر دے دیا کرے۔ تو بے شک پہلے لوگ اُسے پاگل کہیں گے۔ مگر چند دنوں کے بعد اس سے باتیں کرنی شروع کر دیں گے۔ پھر انہی میں سے بعض لوگ ایسے نکلیں گے۔ جو کہیں گے۔ کہ ہمیں اجازت دیں۔ کہ ہم بھی آپ کے کام میں شریک ہو جائیں۔ اس طرح وُہ ایک سے دو ہو جائیں گے۔ دو سے چار ہو نگے اور بڑھتے بڑھتے ہزاروں نہیں۔ لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ تو نیک کام کرتے وقت کبھی یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کتنے آدمی اس میں شریک ہیں۔ اگر وہ کام جسے تم کرنا چاہتے ہو۔ واقعہ میں نیک اور پسندیدہ ہے۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں تم ایک سے دس ہو جاؤ گے۔ پھر دس سے سو ہو نگے اور سو سے ہزار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ نیک کام اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔

آج کل

یورپ میں ایک بہت بڑی انجمن

ہے۔ جس کی نہ صرف یورپ میں۔ بلکہ سارے ایشیاء میں شاخیں ہیں۔ روٹری کلب اس کا نام ہے۔ اور لاکھوں اس کے ممبر ہیں۔ یہ کلب امریکہ سے شروع ہُوئی تھی۔ پہلے اس میں صرف تین آدمی شامل تھے۔ لوگ اُن سے مخول کرتے۔ انہیں پاگل اور احمق قرار دیتے۔ مگر وُہ خاموشی سے اپنے کام میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ سال دو سال کے بعد سات آٹھ ممبر ہو گئے اور پھر تین چار سال کے بعد تو سینکڑوں تک نوبت پہونچ گئی۔ اب اُسے قائم ہُوئے غالباً بیس پچیس سال گزر چکے ہیں۔ اور اس کے لاکھوں ممبر یورپ اور ایشیاء میں موجود ہیں۔ تو یہ خیال پیدا ہو جانا۔ کہ ہماری مجلس میں کم آدمی شامل ہیں زیادہ شامل ہونے چاہئیں۔ یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ مخفی طور پر دل میں

شہرت کی خواہش

ہے۔ ورنہ مقصد ہو۔ تو تعداد کا خیال کبھی دل میں نہ آئے۔ اور میں تو سمجھتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ وُہ تعداد بڑھانے کے شوق میں کام نہ کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ جنہیں بعد میں نکالنا پڑے۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ صرف کام کرنے والوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے۔ اور جو کام کرنے کا شوق نہیں رکھتے۔ انہیں شامل نہ کیا جائے۔ کیونکہ اندر سے گند کا نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن باہر سے گند نہ آنے دینا بہت آسان ہوتا ہے پس ان کو اپنے نمونہ سے ایک نیک مثال قائم کرنی چاہیئے۔ پھر خود بخود نوجوانوں کے دلوں میں تحریک پیدا ہوگی۔ اور وُہ بھی ان کے کام میں شریک ہونے کی خواہش کریں گے کیونکہ وُہ دیکھیں گے۔ کہ باوجود کام کرنے کے یہ زندہ اور بشاش بشاش ہیں۔ پھر ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ اگر ہم بھی کام کریں [illegible] کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے اتنا وقت فلاں کام کے لئے دے دیا۔ تو دوستوں سے گپیں ہانکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی وقت نہیں رہیگا۔ اور اس طرح ہماری ساری بشاشت اور زندہ دلی ماری جائیگی۔ مگر جب وُہ دیکھتے ہیں کہ کام کرنیوالوں کے چہرے بھی ویسے ہی بشاش بشاش ہیں۔ اور پھر زائد بات یہ ہے کہ انہیں لوگوں میں نیکنامی حاصل ہے تو پھر وُہ بھی سمجھتے ہیں کہ دوستوں میں بیٹھ کر دو دو چار چار گھنٹے گپیں ہانکنے کی نسبت یہ بہتر ہے۔ کہ خدمتِ خلق کا کوئی کام کیا جائے۔

پس افراد کا ان کو کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ جو شخص ان کی مجلس میں شامل نہیں ہوتا اس کے متعلق انہیں کوئی شکوہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنا عملی نمونہ بہتر سے بہتر دکھانا چاہیئے۔ اگر تم نوجوانوں کے لئے کامل نمونہ بن جاؤ۔ تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ تم سے نہ ملیں وہ اگر نہ ملیں تو تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ تمہارے نمونہ میں کوئی نقص ہے۔ یہاں بھی اور باہر کی جماعتوں میں بھی کئی غرباء رہتے ہیں کئی بیمار رہتے ہیں جنہیں کوئی دوائی لاکر دینے والا نہیں ہوتا۔ کئی بیوائیں ہوتی ہیں جنہیں سودا سلف لاکر دینے والا کوئی نہیں ملتا۔ آخر یہ کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ ایک شخص بازار میں کسی دکان پر یا اپنے کسی دوست کے مکان پر بیٹھ کر دو دو تین تین گھنٹے گپیں مارتا چلا جاتا ہے۔ مگر جب اسے کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ اور خدمت خلق کے لئے تھوڑا سا وقت دو تو وہ کہنے لگ جاتا ہے۔ کیا کروں بڑا کام ہے۔ ذرا بھی فرصت نہیں ملتی۔ حالانکہ جس وقت وہ گپیں مار رہا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے نہایت ہی قیمتی وقت کا خون کر رہا ہوتا ہے اسی وقت اس کے محلہ میں ایک بیوہ عورت کے بچے بلک بلک کر رو رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا جو اسے آٹا لاکر دے یا دال لاکر دے آخر یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیں گے کیا جس وقت وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی وقت نہیں تھا اس وقت خدا انہیں یہ نہیں کہے گا کہ تیرے پاس تو گھنٹے گپیں ہانکنے کے لئے تو تھے۔ مگر تجھے پندرہ منٹ کی فرصت نہیں ملی کہ تو اس بیوہ کے بچوں کیلئے سودا لاکر دے دیتا۔ تو تم اپنا عملی نمونہ جس وقت لوگوں کے سامنے پیش کرو گے یہ ناممکن ہے۔ کہ لوگ تم میں شامل ہونے کی خواہش نہ کریں۔ یہ سلسلہ تو خدا کا ہے اور اس میں اس کے وہ بندے شامل ہیں۔ جن کو خدا نے اپنی رضا کے لئے چن لیا۔ میں کہتا ہوں ایک کافر سے کافر بھی

نیک نمونہ دیکھکر

متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے ایک استاد مولوی رحمت اللہ صاحب تھے جو بعد میں مدینہ چلے گئے۔ وہ بڑے نیک اور بزرگ تھے مگر عیسائی مذہب سے انہیں کوئی واقفیت نہ تھی۔ ایک دفعہ عیسائیوں کے ساتھ ان کا مباحثہ قرار پایا۔ ان کے مقابلہ میں جو پادری تھا وہ بڑا ہوشیار اور عالم تھا۔ مگر یہ صرف قرآن اور حدیث جانتے تھے۔ اور چونکہ دانا اور سمجھدار تھے اس لئے کہتے تھے۔ کہ اگر میں نے قرآن اور حدیث کو اس کے سامنے پیش کیا تو وہ کہہ دے گا کہ میں ان کو نہیں مانتا دلیل ایسی چاہیئے۔ جسے یہ بھی تسلیم کرے اور وہ مجھے آتی نہیں۔ آخر کہنے لگے لوگوں سے کیا کہنا ہے۔ آؤ خدا سے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب ان کے دروازہ پر کسی نے دستک دی انہوں نے دروازہ کھولا۔ تو ایک شخص جبہ پہنے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اور کہنے لگا۔ صبح آپ کا فلاں پادری سے مباحثہ ہے۔ میں بھی پادری ہوں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ توحید کے معاملہ میں آپ حق پر ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ بعض حوالے نوٹ کر لیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ ان حوالوں کا آپ کو علم نہ ہو۔ چنانچہ اس نے تمام حوالے لکھوا دیئے اور صبح جب مناظرہ ہوا۔ تو وہ پادری یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ انہیں تو کسی حوالے کا علم نہ تھا اب یہ کیا ہوا کہ یہ کہیں یونانی کتب کے حوالے دے رہے ہیں تو کہیں عبرانی کتب کے حوالے پڑھ رہے ہیں کہیں انگریزی کتب سے اقتباس پیش کر رہے ہیں۔ تو کہیں بائبل سے توحید کی تعلیم سنا رہے ہیں۔ غرض انہوں نے زبردست بحث کی۔ اور اس پادری کو سخت شکست اٹھانی پڑی۔ اسی طرح روزانہ وہ رات کو آتا اور حوالے لکھا جاتا اور صبح آپ خوب دھڑلے سے پیش کرتے بعد میں یہ مباحثہ انہوں نے کتابی صورت میں بھی شائع کر دیا۔ اور اظہار الحق اس کا نام رکھا ہندوستان میں لوگوں نے اس کتاب سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔

اب دیکھو اس

پادری کی طبیعت پر حق کا اثر

تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ آج حق مظلوم ہے۔ تو اس کی حمایت کا اسے جوش آگیا اور اس نے کہا آج توحید کہیں شکست نہ کھا جائے چنانچہ وہ رات کو آتا اور حوالے لکھا جاتا۔ اور گو وہ لوگوں سے چھپ کر آیا۔ مگر بہرحال آ تو گیا۔

تو جب کوئی شخص نیک کام کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خود بخود لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ اس کی تصدیق اور تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس

قادیان کے نوجوانوں کو چاہیئے
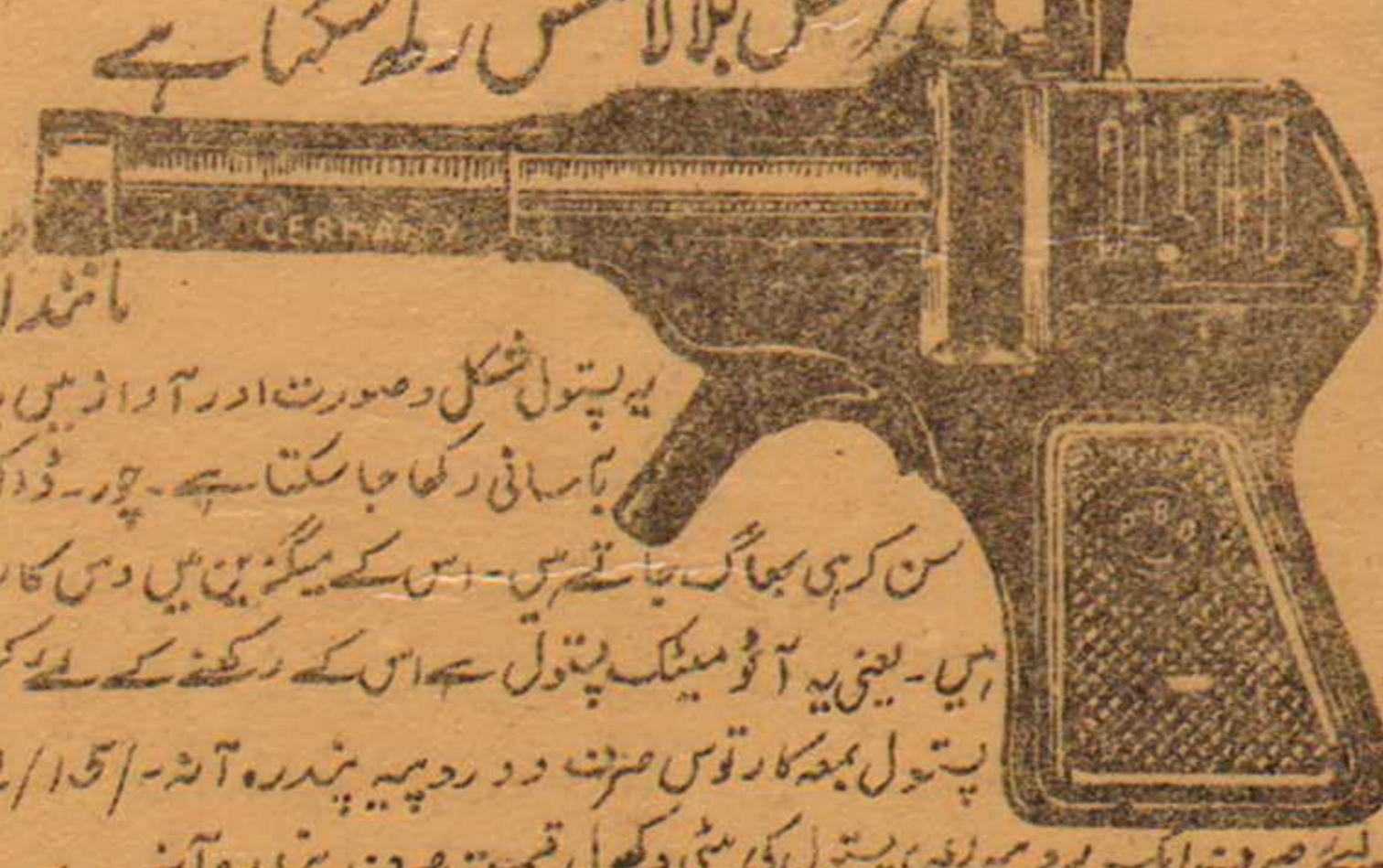
کہ وہ اپنا نیک نمونہ دکھائیں خصوصیت سے میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اس رکن کو مخاطب کرتا ہوں۔ جس نے مجھے خط لکھا اور میں اسے کہتا ہوں کہ تم بھول جاؤ اس امر کو کہ قادیان میں کوئی اور شخص بھی ہے۔ تم سمجھو کہ صرف تم پر ہی اس کام کی ذمہ داری عائد ہے۔ کیونکہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ جو کہتا ہے کہ میری یہ ذمہ داری ہے۔ اور فلاں کی وہ ذمہ داری ہے۔ مومن وہ ہے جو سمجھتا ہے۔ کہ صرف اور صرف میری ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ ہم تجھ سے پوچھیں گے۔ کسی اور سے نہیں۔ مگر اس سے مراد بھی صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں۔ بلکہ

ہر مومن مراد ہے

اور خدا تعالےٰ نے کہتا ہے۔

کہ میں تم میں سے ہر شخص سے یہ سوال کرونگا کہ تم نے کیا کیا۔ مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی ہے

اپنے ایک فعل پر جو ایک بچگانہ فعل تھا

مگر جس طرح بدر کے موقعہ پر ایک انصاری نے کہا تھا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑینگے دائیں بھی لڑینگے اور بائیں بھی لڑینگے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے۔ اور اس صحابی کو اپنے اس فقرہ پر ناز تھا۔ اسی طرح مجھے بھی اپنے اس فعل پر ناز ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فوت ہوئے۔ تو چونکہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی۔ جبکہ ابھی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئی تھیں اور چونکہ میں نے عین آپ کی وفات کے وقت ایک دو آدمیوں کے منہ سے یہ فقرہ سنا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ عبدالحکیم کی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کرینگے محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق لوگ اعتراض کرینگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو ان باتوں کو سنتے ہی پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا کہ میں خاموشی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاش مبارک کے پاس گیا۔ اور سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر میں نے خدا تعالےٰ سے مخاطب ہو کر کہا اے خدا میں تیرے مسیح کے سرہانے کھڑے ہو کر تیرے حضور یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی پھر گئی۔ تو میں اُس دین اور اس سلسلہ کی اشاعت کے لئے کھڑا رہوں گا۔ جس کو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ قائم کیا ہے۔ میری عمر اس وقت انیس ۱۹ سال کی تھی۔ اور انیس سال کی عمر میں بعض اور لوگوں نے بھی بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ مگر وہ جنہوں نے اس عمر میں شاندار کام کئے ہیں۔ وہ نہایت ہی شاذ ہوئے ہیں۔ کروڑوں میں سے کوئی ایک ایسا ہوا ہے۔ جس نے اپنی اس عمر میں کوئی شاندار کام کیا ہو۔ بلکہ اربوں میں سے کوئی ایک ایسا ہوا ہے۔ اور مجھے فخر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس موقع پر مجھے یہ فقرہ کہنے کا موقع دیا۔ تو مومن کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھے اصل ذمہ دار میں ہوں۔ جب کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ میں اور فلاں ذمہ دار ہیں۔ وہ سمجھ لے کہ اس کا ایمان ضائع ہو گیا۔ اور اس کے اندر منافقت آگئی۔

ہم میں سے ہر شخص سمجھتا اور سچے دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ احمدیت سچی ہے۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ مگر کیا اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی وقت سب لوگ فوت ہو جائیں یا منقطع النسل ہو جائیں یا نعوذ باللہ مرتد ہو جائیں۔ اور صرف اکیلا کوئی شخص باقی رہ جائے۔ تو وہ اس کام کو چھوڑ دے گا۔ یقیناً وہ اس کام کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ وہ سمجھیگا کہ اس کام کے کرنے کا بہترین وقت یہی ہے۔ کیونکہ جتنے تھوڑے لوگ ہوں گے۔ اسی قدر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زیادہ عمدگی سے ان پر پڑے گا۔ اگر ایک سیر بھر مصری سمندر میں ڈال دی جائے تو مٹھاس کا پتہ تک نہیں لگ سکتا۔ لیکن اگر گلاس دو گلاس میں اتنی مصری ملا دی جائے۔ تو بہت زیادہ میٹھا ہو جائیگا اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ جب ہزار دو ہزار یا لاکھ دو لاکھ نفوس پر پڑے گا۔ تو وہ پھیل جائے گا۔ لیکن جب وہ ایک ہی شخص پر پڑے گا۔ تو وہ مجسم محمد بن جائیگا۔

پس اگر ایک نیکی میں تمہیں

اکیلے کام کرنیکا موقع

ملتا ہے۔ تو تمہارا دل خوشی سے بلّیوں اچھلنا چاہیئے۔ کیونکہ تم اس کام میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل ہوگے اور دوسرا کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ لے رہا ہو۔

پس یہ وہم اپنے دلوں سے نکال دو کہ لوگ تمہارے ساتھ شامل نہیں ہوتے تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ۔ تو میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر سکتا ہے۔ سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے۔ اور وہ ضائع ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو۔ اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں جب کوئی شخص مقبول ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے فرشتوں کو پتہ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے فلاں بندہ میری نگاہ میں مقبول ہے پھر وہ اگلے فرشتوں کو بتاتے ہیں۔ اور وہ اپنے سے اگلے فرشتوں کو فیوضع لہٗ القبول فی الارض یہاں تک کہ دنیا کے لوگوں کے دلوں میں اس کی قبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ مگر اس مقبولیت کا پیمانہ تمہارے دل کا اخلاص ہے۔ تمہارے دل کا اخلاص جتنا زیادہ ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ یہ مقبولیت ہو گی۔ اور تمہارے دل کا اخلاص جتنا کم ہوگا۔ اتنی ہی کم یہ مقبولیت ہوگی۔

پس میں یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ اور ان بیرونی جماعتوں کو بھی جن کے نوجوان اس مجلس کی نقل میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ وہ

اللہ تعالےٰ پر توکّل

کرتے ہوئے اس نیت سے کام کریں کہ صرف کام کرنے والے نوجوان اپنے اندر شامل کریں گے۔ تعداد بڑھانے کے لئے ہر شخص کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جو تجربہ کار لیکچرار یا تجربہ کار لکھنے والے ہیں۔ ان کو شروع میں اپنے اندر شامل نہ کیا جائے۔ بیشک نگرانی کے لئے کسی وقت ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ مگر انہیں اپنا ممبر نہ بنائیں تا وہ ان کے کام پر حاوی نہ ہو جائیں۔ اور ان کی عقلیں ان کی عقلوں کے مقابلہ میں پست نہ ہو جائیں۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک بڑے درخت کے نیچے اگر ایک چھوٹا پودا لگا دیا جائے۔ تو چند ہی دنوں میں وہ سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب بڑے لوگوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے۔ تو چھوٹوں کا ذہنی ارتقاء رک جاتا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ قادیان میں یہ

مرض نہایت شدت سے پھیلا ہوا ہے

کوئی جلسہ ہو۔ کوئی ٹی پارٹی ہو۔ کوئی دعوت ہو

اس میں مجھے ضرور شامل کریں گے۔ جس کا یقیناً انہیں یہ نقصان پہنچتا ہے۔ کہ انہیں خود اٹھنے اور کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایسا طریق بہت کم نظر آتا ہے۔ اور گو صحابہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا سکتے بھی تھے۔ مگر موقع کی حیثیت سے لیکن یہاں تو یہ حال ہے۔ کہ جنازہ بھی خلیفۃ المسیح پڑھائیں نکاح بھی خلیفۃ المسیح پڑھائیں۔ کوئی دعوت ہو۔ تو اس میں بھی وہ ضرور شامل ہوں۔ کوئی ولیمہ ہو۔ تو اس میں بھی ضرور شامل ہوں۔ اسی طرح مبلغ کے جانے کی تقریب ہو۔ تب وہ شامل ہوں۔ اور آنے کی ہو۔ تو تب بھی وہ شامل ہوں۔ غرض خلیفہ سے اتنے کاموں کی امید کی جاتی ہے۔ کہ جن میں شامل ہونے کے بعد دین کی ترقی اور اس کے کاموں میں حصہ لینے کا اس کے لئے کوئی وقت ہی نہیں رہتا اور اس کا کام صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے۔ کہ دعوتیں کھائیں ملانوں کی طرح پیٹ پر ہاتھ پھیرا ڈکار لیا اور سو رہے۔

یہ ایک مرض ہے۔ جسکے نتیجہ میں افراد کا ذہنی ارتقا مارا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بڑے درخت کے نیچے جو پودے لگے ہوئے ہوں۔ وہ نشوونما نہیں پاتے پھر اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ جب کوئی اور تحریک کرتا ہے۔ تو لوگ اس کی بات پر کان نہیں دھرتے اور وہ میرے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ آپ اس امر کے متعلق تحریک کریں۔ میں اس وقت دل میں ہنستا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ یہ سزا ہے جو ان لوگوں کو اس لئے مل رہی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ عادت ڈال دی ہے۔ کہ جب تک کوئی بات خلیفہ نہ کہے اس کا ماننا کوئی ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ حالانکہ

دینی مشاغل اور قرآن کا درس وتدریس

اور دوسرے ایسے ہی بیسیوں کام میں خلیفہ کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یا کسی ناظر کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ دلی شوق سے یہ کام کرنے چاہئیں اور اگر وہ آ جائیں۔ تو سارا کام ایک ہی کا دماغ کر رہا ہوگا۔ اور باقی لوگ خاموش بیٹھے رہیں گے۔ اور اس کا نتیجہ قوم کے لئے مہلک ہوگا۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم یعنی اے مومنو تم بہت باتوں کے متعلق سوالات نہ کیا کرو۔ کیونکہ اگر خدا ان باتوں کو بیان کریگا۔ تو تمہیں دکھ پہنچیگا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ دکھ کیوں پہنچیگا۔ کیا خدا کے احکام دکھ دینے والے ہوتے ہیں۔ خدا کا تو ہر حکم انسان کے لئے باعث رحمت ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ اگر خدا نے ان باتوں کو بیان کیا تو تمہیں دکھ پہنچیگا۔ بعض لوگ نادانی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر تم نے بار بار سوال کیا تو خدا ناراض ہو کر تمہیں کوئی سخت حکم دے دیگا۔ یعنی جب مثلاً یہ پوچھا کہ دو نمازیں پڑھنی چاہئیں یا پانچ تو خدا کہے گا۔ اچھا تم نے تو یہ پوچھا ہے۔ میں بطور سزا تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم چھ نمازیں پڑھا کرو۔ مگر یہ بیوقوفی کی بات ہے۔ خدا کوئی تھکنے والا وجود نہیں۔ کہ ایک دو سوالوں سے وہ نعوذ باللہ گھبرا جائے اور اکتا کر سخت حکم دینے شروع کر دے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اگر تم ہر بات مجھ سے دریافت کرو گے۔ اور اپنی عقلوں پر زور نہیں ڈالو گے تو تمہارے

قوائے دماغیہ کمزور اور بیکار ہوجائینگے

کیونکہ جس عضو سے ایک عرصہ تک کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے کام نہ لیا جائے تو ہاتھ خشک ہو جاتا ہے۔ دماغ سے کام نہ لیا جائے تو دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پس فرماتا ہے۔ اگر تم ہم سے پوچھو گے تو گو ہم تمہیں وہ بات بتا دیں گے۔ مگر پھر تم فقیہ نہیں رہو گے۔ بلکہ نقال بن جاؤ گے۔ حالانکہ قوم کی ترقی کے لئے فقیہوں کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ کام تحریک جدید کے اصول پر کریں۔ میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ تمہارا کام بیشک یہ ہے۔ کہ تم دشمن سے لڑو مگر تمہارا فرض ہے۔ کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو۔ پس

کوئی نیا پروگرام بنانا

تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی ہوگا۔ اور تم تحریک جدید کے والنٹیرز ہو گے۔ تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو تم تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرو۔ اسی طرح باہر جو انجمنیں بنیں وہ بھی اسی رنگ میں کام کریں۔ مگر موجودہ حالات میں جس طرح قادیان کی لجنہ کو میں نے باہر کی لجنات پر ایک برتری اور فوقیت دی ہوئی ہے۔ اسی طرح میں اعلان کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں عارضی طور پر سال دو سال کے لئے قادیان کی مجلس خدام الاحمدیہ کی بیرونی جماعتوں کی مجالس خدام الاحمدیہ شاخیں ہوں گی۔ اور ان کا فرض ہوگا۔ کہ اس انجمن کے ساتھ اپنی انجمنوں کا الحاق کریں اور اس انجمن کی اپنے آپ کو شاخ سمجھیں اسی طرح ہر جگہ ان کا یہ کام ہوگا۔ کہ وہ سلسلہ کا لٹریچر پڑھیں۔ نوجوانوں کو دینی اسباق دیں۔ مثلاً صبح کے وقت یا کسی اور وقت ایک دوسرے کو پڑھایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کے لئے کہا جائے اور پھر ان کا امتحان لیا جائے اسی طرح وہ خدمت خلق کے کام کریں۔ اور خدمت خلق کے کام میں یہ ضروری نہیں کہ مسلمان غریبوں اور مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کیجائے بلکہ اگر ایک ہندو یا سکھ یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دکھ میں مبتلا ہے تو تمہارا فرض ہے۔ کہ اس کے دکھ کو دور کرنے میں حصہ لو۔ کہیں جلسے ہوں۔ تو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کر دو میں نے اسی قسم کے کاموں اور مقاصد کے لئے

احمدیہ نیشنل لیگ کور

قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اس کا بہت سا وقت لیفٹ اور رائٹ میں ہی خرچ ہو گیا۔ وہ اپنے دائیں اور بائیں تو دیکھتے رہے۔ مگر انہوں نے اپنے سامنے کبھی نہ دیکھا میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے اسوقت تک کوئی مفید کام نہیں کیا انہوں نے بھی بعض مفید کام کئے ہیں۔ خصوصاً جلسہ سالانہ کے موقع پر اور دوسرے اجتماعوں کے مواقع پر اُن کا جو انتظام ہوتا ہے۔ وہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مگر قواعد کرنے کے علاوہ یا بعض جسمانی خدمات کے علاوہ اور جن کاموں کی میں ان سے امید رکھتا تھا۔ وہ پورا نہیں ہوا (میرے پاس لیگ کور کی قواعد کرانیوالے افسروں نے اپنے کام کی فہرست پیش کی ہے۔ کہ وہ فلاں فلاں کام کرتے رہے ہیں۔ میں خطبہ میں ان کے کام کے اس حصہ کا خود ہی اعتراف کر چکا ہوں۔ میرا اظہار خیال قواعد سکھانے والوں کے مطابق نہیں انہوں نے باقاعدگی سے کام کیا ہے۔ اور اس کا مجھے اعتراف ہے۔ جو شکوہ میں نے کیا ہے۔ وہ لیگ کا ہے۔ کہ دوسری اغراض جو علاوہ قواعد کے تھیں۔ وہ انہوں نے باوجود درجنوں دفعہ مجھ سے مشورہ لینے کے پوری نہیں کیں۔) بہر حال میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر

نیشنل لیگ

نے یہ مقصد پورا نہیں کیا۔ تو اب مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان ہی اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنی زندگی کو کارآمد بنائیں گے۔ اور سلسلہ کے درد کو اپنا درد سمجھیں گے۔ لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں مجلس خدام الاحمدیہ میں جو بھی شامل ہو۔ وہ یہ اقرار کرے کہ میں آئندہ یہی سمجھونگا۔ کہ احمدیت کا ستون میں ہوں۔ اور اگر میں ذرا بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو میں سمجھونگا۔ کہ احمدیت پر زد آ گئی۔

حضرت طلحہؓ ایک بہت بڑے صحابی گزرے ہیں۔ ان کا ایک ہاتھ لڑائی کے موقع پر شل ہو گیا تھا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو جنگیں ہوئیں اُن میں کسی موقع پر ایک شخص نے طنزاً حضرت طلحہؓ کو لنجا کہہ دیا۔ حضرت طلحہؓ نے کہا۔ تمہیں پتہ بھی ہے۔ میں کس طرح لنجا ہوا۔ پھر

انہوں نے بتایا - کہ احد کے موقع پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کفار نے حملہ کر دیا - اور اسلامی لشکر پیچھے ہٹ گیا - تو اس وقت کفار نے یہ سمجھتے ہوئے کہ صرف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ذات ہی ایک ایسا مرکز ہے - جس کی وجہ سے تمام مسلمان مجتمع ہیں - آپ پر پتھر اور تیر برسانے شروع کر دئے میں نے اس وقت دیکھا - کہ اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر آکر نہ آلگے - چنانچہ میں نے اپنا بازو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موہنہ کے آگے کر دیا - کئی تیر آتے اور میرے بازو پر پڑتے - مگر میں اسے ذرا بھی نہ ہلاتا - یہاں تک کہ تیر پڑتے پڑتے میرا بازو شل ہو گیا - کسی نے پوچھا جب تیر پڑ رہے تھے - تو اس وقت آپ کے منہ سے کبھی اُف کی آواز بھی نکلتی تھی - یا نہیں - کیونکہ ایسے موقع پر انسان بے تاب ہو جاتا اور درد سے کانپ اٹھتا ہے - انہوں نے کہا - میں اُف کس طرح کرتا - جب انسان کے موہنہ سے اُف نکلتی ہے تو وہ کانپ جاتا ہے -

پس میں ڈرتا تھا کہ اگر میں نے اُف کی تو ممکن ہے - میرا ہاتھ کانپ جائے اور کوئی تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جا کر لگ جائے - اس لئے میں نے اُف بھی نہیں کی -

دیکھو کتنا عظیم الشان سبق اس واقعہ میں پنہاں ہے - طلحہ رضہ جانتے تھے - کہ آج محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی حفاظت میرا ہاتھ کر رہا ہے - اگر میرے اس ہاتھ میں ذرا بھی حرکت ہوئی تو تیر نکل کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جا لگے گا - پس انہوں نے اپنے ہاتھ کو نہیں ہلایا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس ہاتھ کے پیچھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہے - اسی طرح اگر تم بھی اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو - اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو - کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے - اور اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم دو نہیں - بلکہ ایک ہیں - تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ - اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار رہو جاؤ -

پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے ممبر کم ہیں - یا تم کمزور ہو - بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے - تب بیشک تم کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسی طاقت ملے گی - جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکیگا -

پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید وجود بناؤ -

غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو

نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی - بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بیکسوں کی - تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں - مشورہ دینے کے لحاظ سے میں ہر وقت تیار ہوں - مگر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نمایاں شخصیتوں کو اپنا ممبر مت بناؤ - کیونکہ بڑے درخت کے نیچے اگر آؤ گے تو تمہاری اپنی شاخیں سوکھ جائینگی -

اسی طرح

سچائی کو اپنا معیار قرار دو

قواعد کے تیار کرنے میں میں انشاء اللہ تمہاری ہر طرح مدد کروں گا - سردست یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہر ممبر سے یہ اقرار لو کہ اگر وہ جھوٹ بولے گا - اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا تو وہ خوشی سے ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہیگا - جب تم سچائی پر قائم ہو جاؤ گے - جب تم نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر لو گے جب تم دین کی خدمت کے لئے رات دن مشغول رہو گے - تب جان لینا کہ آپ تمہارا قدم ایسے مقام پر ہے - جس کے بعد کوئی گمراہی نہیں

اسی طرح تمہیں چاہیئے - کہ تم تحریک جدید کے متعلق میرے گذشتہ خطبات سے تمام ممبران کو واقف کرو - اور ان سے کہو کہ وہ اوروں کو واقف کریں - اور پھر ہر شخص اپنی ماں اپنی بہن اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو ان سے واقف کرے - اسی طرح میں لجنات اماء اللہ کو نصیحت کرتا ہوں - کہ وہ اس رنگ میں کام کریں - اور جہاں جہاں لجنہ ابھی تک قائم نہیں ہوئی - وہاں کی عورتیں اپنے ہاں لجنہ اماء اللہ قائم کریں - اور وہ بھی اپنے آپ کو تحریک جدید کی والنٹیرز سمجھیں - اور اسلام کی ترقی کے لئے اپنی زندگی کو وقف قرار دیں -

اگر تم یہ کام کرو - تو گو دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے (اور اس دنیا کی زندگی کی حقیقت ہے ہی کیا - چند سال کی زندگی ہے اور بس) مگر خدا تمہارا نام جانیگا اور جس کا نام خدا جانتا ہو - اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا -

---

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور احباب کا فرض

قادیان کی درسگاہوں کے متعلق حال ہی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر تعلیم و تربیت نے ایک نہایت پُر زور مضمون میں احباب جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قادیان بھیجکر ان برکات اور فیوض سے متمتع ہونے کا موقع دیں جو خدا کے رسول کے تخت گاہ کے ساتھ وابستہ ہیں - اس مضمون کے بعد کسی اور تحریک کی ضرورت باقی نہیں رہتی - لیکن ذیل میں میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے متعلق بعض ضروری کوائف قدرے تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں - تا کہ احباب اس وقت جبکہ تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے - ان تمام امور کو پیش نظر رکھکر اپنے بچوں کیلئے بہترین درسگاہ کا انتخاب کر سکیں - ۱- سکول میں اس وقت طلباء کی تعداد ساڑھے آٹھ سو کے قریب ہے اتنی تعداد پہلے کبھی نہیں ہوئی - ۲- تعلیمی لحاظ سے خدا تعالےٰ کے فضل سے نتائج بالعموم نہایت اچھے رہتے ہیں - گذشتہ پانچ سالوں میں پچھتر اور نوے فیصدی کے درمیان طلباء میٹریکولیشن کے امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں ۳- طلباء کے ذہنی ارتقاء کے لئے سکول میں متعدد سوسائٹیاں قائم ہیں - جن میں سے بعض نہایت اچھا کام کر رہی ہیں - بالخصوص ڈیبیٹنگ سوسائٹی جس کی غرض طلباء میں تقریر کا شوق پیدا کرنا اور مذاکرات کرانا ہے - گذشتہ چند سالوں میں سکول کے مقررین نے بیرونی اداروں سے علمی مضامین پر مباحثات کئے اور اپنی تقریروں کے متعلق نہایت اچھا اثر پیدا کیا - ۴- کھیل کے میدان میں ہمارے سکول کے طلباء نے دیرینہ شاندار روایات کو برقرار رکھنے میں پوری سعی کی ۵- جو طلباء باہر سے آکر سکول میں داخل ہوتے ہیں - ان کی تربیت اور نگرانی کا کام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے - اور یہ بہت بڑی سعادت ہے - جو احمدی بچوں کو حاصل ہے - بورڈر نہایت شاندار اور وسیع بورڈنگ [illegible] ۶- تعلیمی لحاظ سے سکول کی نگرانی حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم - اے کے سپرد ہے - جو طلباء کی بہتری اور بہبودی کا خاص خیال رکھتے ہیں - الغرض سکول خدا تعالےٰ کے فضل سے اس قابل ہے کہ احباب اس میں اپنے بچوں کو بھیج کر ان کا مستقبل بہتر بنائیں - اور اس امانت کو قوم کے سپرد کریں [illegible]

کیا تحریک جدید کے سکرٹری مقرر کرلئے گئے

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ

"دو ہفتہ کے اندر اندر پنجاب کی تمام جماعتیں تحریک جدید کے دو سکرٹری مقرر کر کے مجھے اطلاع دیں۔ ایک مالی سکرٹری۔ اور ایک عام سیکرٹری۔ مالی سیکرٹری چندہ کے جمع کرنے کا کام کرے۔ اور عام سیکرٹری دوسری شرطوں کی طرف توجہ کرے۔ مالی سیکرٹری ہو سکتا ہے کہ موجودہ مالی سیکرٹری ہی تجویز کر دیا جائے۔ یہ اطلاعات فوراً مل جانی چاہئیں۔ اور ان لوگوں کو فوراً چندہ کا کام شروع کر دینا چاہیئے میری منظوری کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ پنجاب کے باہر ہندوستان کے لئے ایک ماہ اور بیرون ہند کے لئے اڑھائی ماہ کی مہلت مقرر کی جاتی ہے چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کے لئے فوراً روپے کی ضرورت ہے سیکرٹری کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ رقم جمع نہ رکھیں۔ بلکہ ساتھ کے ساتھ فنانشل سیکرٹری کے نام بھجواتے جاویں"

پنجاب کی جماعتوں کے لئے دو ہفتہ کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ جن جماعتوں نے تحریک جدید کے سکرٹری مقرر کر کے اطلاع نہیں دی ہے۔ وہ فوری توجہ فرما دیں۔ اور یہ مالی سیکرٹری تحریک جدید کو تحریک جدید کے چندہ کی وصولی کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے اور روپیہ ساتھ کے ساتھ بھجوانا چاہیئے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

ھو الشافی

تریاق چشم

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سرکاری اعلےٰ افسران اور ماہرین امراض چشم کی شہادت سے بڑھکر کس کی شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ ہندوستان کے بہت بڑے ماہر امراض چشم لفٹننٹ کرنل ایس ایم اے فاروقی صاحب بہادر ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس راولپنڈی کینٹ (چھاؤنی) تحریر فرماتے ہیں (ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ) میں تصدیق کرتا ہوں کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات پنجاب کا تیار کردہ تریاق چشم میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم پانی بہنا اور ککروں کے لئے بہت مفید اور مؤثر پایا۔ اس کے اجزا امراض چشم کے لئے بہت مشہور ہیں۔ ان کے اجزاء کی مقدار ہر طرح صحیح اور درست نسبت سے ملائی گئی ہے موجد تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے

۲۔ جناب خان بہادر میاں محمد شریف صاحب سول سرجن صاحب بہادر کیمل پور تحریر فرماتے ہیں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں یعنی ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ اور میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سرٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ تریاق چشم کی قبولیت اس سے ظاہر ہے۔ کہ میں نے مدت ہوئی کبھی کسی اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔ اب دوستوں کی فرمائش پر یہ اشتہار دیا جاتا ہے تا کہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت پانچ روپے (ما) فی تولہ کے علاوہ ۸ر محصولڈاک و پیکنگ وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا

المشتہر:۔ مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات

روئداد جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ دہلی

امسال جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ دہلی ۳؍اپریل بروز اتوار بر مکان شیخ غلام حسین صاحب ۱۹ بیرڈ روڈ نئی دہلی منعقد ہوا۔ ایسا شاندار اور ایسا کامیاب جلسہ آج تک نہیں ہوا۔ مکان کا وسیع صحن شامیانوں اور قطعات سے آراستہ تھا۔ خوبصورت حروف میں جلسہ سالانہ اور خوش آمدید وغیرہ جو کہ ساٹن کریپ کے کپڑے پر spangles سے لکھے ہوئے تھے۔ عجیب بہار دکھا رہے تھے۔ جلسہ گاہ تمام خوبصورت جھنڈیوں سے آراستہ تھی۔ اور رات کے وقت سفید چاندنیوں فرش اور بجلی کی روشنی سے بقعۂ نور بن رہی تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری نے تقاریر میں قیمتی نصائح فرمائیں۔ اور مولانا عبد الرحیم صاحب نیر نے میجک لینٹرن سے تصاویر دکھائیں۔ جن سے حاضرات نہایت محظوظ ہوئیں۔ اور نہایت اچھا اثر لے کر گئیں۔ عورتوں کی تعداد کئی سو تھی غیر از احمدی عورتوں میں سے بنگالی مدراسی ہندو سکھ اور مرہٹہ عورتیں شامل ہوئیں۔ جن کی نشست کیواسطے کرسیوں کا انتظام تھا۔ سب کی شربت پان اور برف سے تواضع کی گئی۔ آنریبل ڈاکٹر سر ظفر اللہ خانصاحب کی والدہ صاحبہ شروع سے آخر تک جلسہ میں شامل رہیں۔ آپنے بھی قیمتی نصائح اور ہدایات فرمائیں۔ اور معزز خواتین محترمہ جعفر سلطانہ صاحبہ سیکرٹری لجنہ۔ محترمہ حسن زمانی صاحبہ پریذیڈنٹ۔ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ

کیا آپ نے تحریک جدید سال چہارم کا چندہ ادا کر دیا ہے

سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

"کیا آپ نے اس بوجھ کے اٹھانے کیلئے پوری تیاری کی ہے۔ یہ سوال ہے جس کا جواب اگر آپ اپنے ایمان کو بچانا چاہتے ہیں۔ آپ کو فوراً دینا چاہیئے۔"

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ چندہ تحریک جدید کے بارے میں جو اس سال بعض دوستوں نے سستی دکھائی ہے۔ وہ تھکان پر دلالت کرتی ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ بعض لوگ اس امتحان میں فیل نہ ہو جاویں۔ خدا تعالےٰ انپر رحم کرے۔ اور انکو بچائے۔"

اگر آپ نے ابھی تک حضور کے اس ارشاد پر لبیک نہیں کہا تو فوراً توجہ فرمائیں۔ اور ایسا ماحول پیدا کریں۔ کہ آپ تحریک جدید کا وعدہ فوری پورا کر سکیں۔ اور اس طرح سے

فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں ایک باموقعہ اراضی کی فروخت

فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں اراضی نمبران خسرہ ۵۱۳ و ۴۳۵ رقبہ ۹ کنال ۱ مرلہ جو کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مملوکہ و مقبوضہ ہے۔ قابل فروخت ہے۔ اور شیخ محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان موقعہ پر اس اراضی کو بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء بروز بدھ صبح دس بجے نیلام کرینگے۔ یہ نیلام ۶ بجے شام تک جاری رہیگا۔ نیلام ختم ہونے پر زرنیلام فوراً وصول کر کے قبضہ زمین دیدیا جائیگا۔ خریدار اصحاب موقعہ پر خود یا اپنے کسی مختار کے ذریعہ بولی دیکر خرید فرمالیں۔ یہ اراضی بہت باموقعہ ہے اور اس میں سے ۸ کنال ۱ مرلہ تو آبادی فیض اللہ چک کے قریب ترین واقعہ ہے۔ ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

اکسیر فتق

پانی اتر آیا ہو۔ یعنی یا نحی کسی قسم کا ہو۔ اس دوا کے لگانے سے بذریعہ پسینہ اصلی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ بڑے سے بڑے بیضے بحال اعتدال پر آکر صحت ہو جاتی ہے۔ اور آئندہ پھر یہ مرض نہیں ہوتا۔ آپ اپریشن کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں فوراً اس دوا کا استعمال کیجئے۔ اسی طرح آنت اترنے کو بھی روک دیتی ہے۔ قیمت تین روپے

اکسیر ذیابیطس وہ لوگ جن کو دم بدم پیشاب آتا ہے۔ اور پیشاب میں شکر آتی ہے۔ جس کی وجہ سے خواہ کیسی ہی عمدہ غذائیں کھائیں سوائے کمزوری کے کوئی چارہ نہیں۔ انسان کو کمزور کرنے کے واسطے یہ مرض ایک قوی پہلوان ہے۔ ذیابیطس کتنا ہی پرانا ہو۔ اس دوا سے ہمیشہ کے لئے دور ہو کر نیست ونابود ہو جاتا ہے۔ جلد علاج کیجئے۔ اکسیر ذیابیطس سے ہزاروں مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ قیمت تین روپے

نوٹ:۔ فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے

حکیم ثابت علی (عالم مثنوی مولانا روم) محمود نگر ۵ لکھنؤ

ملاوٹی گھی کھانا اخلاقاً جرم ہے

جبکہ مغربی سائنسدانوں کا حیرت انگیز گھی کی شناخت کرنے کا آلہ ایجاد ہو چکا ہے ہر ایک بشر بغیر کسی محنت کے ملاوٹی اور اصلی گھی کی شناخت کر سکتا ہے۔ قیمت ۱؎ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ شرائط ایجنسی ۱ر کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ واحد تقسیم کنندگان:۔ چاولہ ٹریڈنگ ایجنسیز ۱۰۵ دیتا نگر پنجاب

قادیان میں سکنی اراضی

اس وقت قادیان کے محلہ دارالعلوم اور دارالرحمت میں عمدہ موقعہ کے سکنی قطعات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ریلوے سٹیشن قادیان کے ساتھ دوکانات کے لئے بھی بعض نہایت باموقعہ قطعات خالی ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد قادیان ۳۸-۳-۲۴

محافظ جنین حب اٹھرا (دوائی اٹھرا) رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست قے ہیچش۔ دردسلی یا نمونیا ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ تباہ کر دیئے ہیں جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان ایتھ سنز شاگرد قبلہ مولوی نورالدین صاحب طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

قادیان میں نہایت باموقعہ سکنی اراضیات

(۱) محلہ دارالفضل میں قریباً ۹ کنال رقبہ جو کہ تیس ۳۰ فٹ اور بیس ۲۰ فٹ کی سڑکوں پر واقعہ ہے قابل فروخت ہے۔ یہ رقبہ احمدیہ فروٹ فارم سے ملحق ہے۔ ریلوے سٹیشن ہائی سکول ہسپتال۔ جلسہ گاہ و مسجد محلہ سے قریب واقع ہے شاہراہ پر قیمت ۲۵ روپے فی مرلہ ۲۰ فٹ کی سڑک پر قیمت ۲۱ روپے فی مرلہ

(۲) آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی کے سامنے ۷۵ فٹ کی سڑک پر ایک مارکیٹ زیر تجویز ہے۔ یہ محلہ دارالانوار و باب الانوار کے درمیان واقعہ ہوگی۔ نیز اس کے سامنے کے چار ٹکڑے جو کہ ۱۰-۱۰ مرلہ میں منقسم ہیں فروخت ہونگے جن کا نقشہ حسب ذیل ہے

کوٹھی آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

شمال

ROAD TO QADIAN

۲۰ ۲۰ ۳۰ ۲۰ ۲۵

۵۵ ۵۵

۴۳ ۱۰۳ BAZAR ۱۰۳ ۳۳
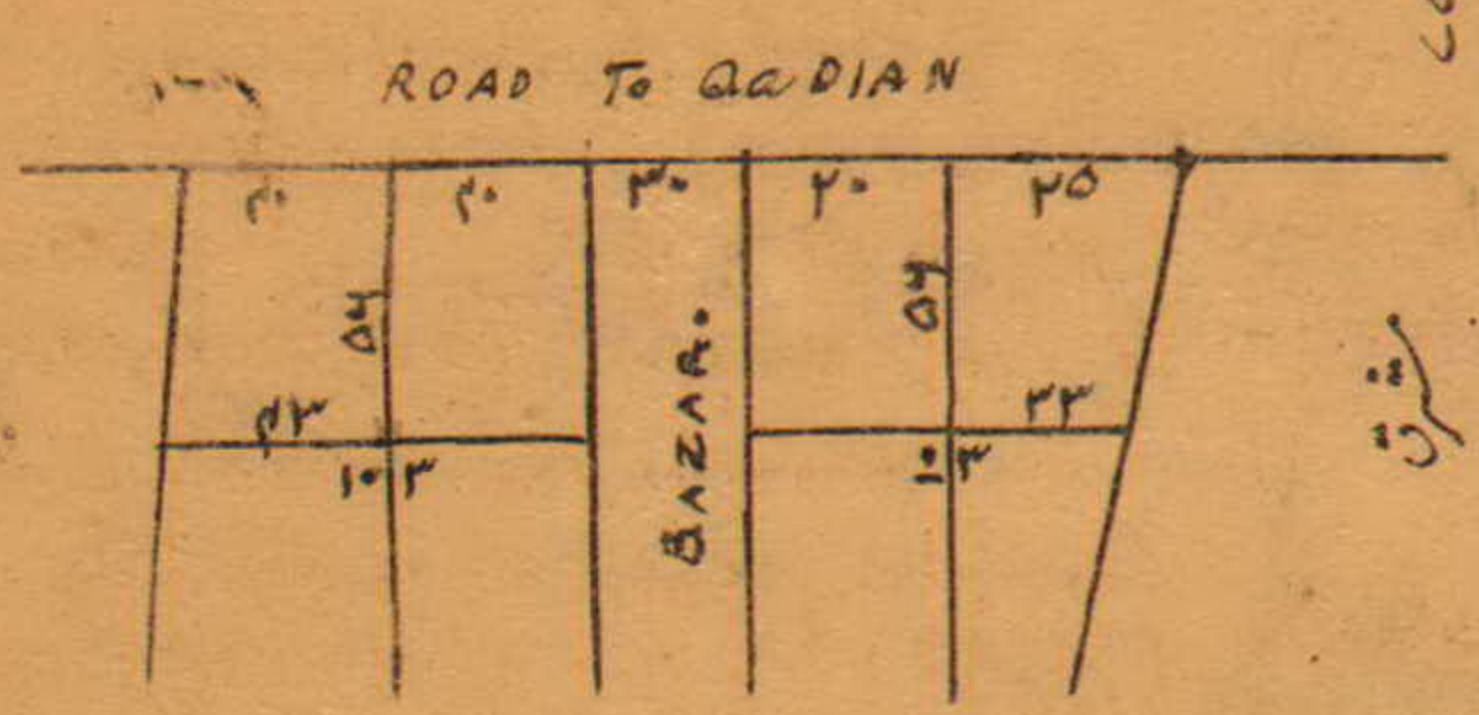
جائے وقوع کے لحاظ سے چونکہ یہ دکانیں محلہ دارالانوار کے شروع میں ہونگی اور باحیثیت آبادی میں ہونگی۔ اس لئے روپیہ لگانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہونگی قیمت فی ٹکڑا ۱۰ مرلہ معہ ۵ کے ہوگا۔

(۳) محلہ دارالانوار سے ایک فرلانگ ہٹ کر ۲ گھماؤں کا چاہی رقبہ برلب سڑک قابل فروخت ہے۔ اس رقبہ کے دارالانوار کی سکیم کے اندر آجانے کی بہت جلد امید کی جاتی ہے۔ قیمت اکٹھا حاصل کرنے والے کے لئے ۸ فی مرلہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے لینے والے کے لئے ۱۰ فی مرلہ

خاکسار (۱)۔ **خان عبداللہ خان آف مالیر کوٹلہ۔ قادیان**

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان صلاح الدین صاحب سب جج بہادر جھنگ

دعویٰ دیوانی ۵۰

سیٹھ جے داس ساکن مگھیانہ

بنام سلطان

دعویٰ استقراریہ

بنام سلطان معروف صلح ولد حاجی کلو قوم ساکن بیزگی تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۱ ۳۸/۵ کو مقام صدر جھنگ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی آج بتاریخ ۴/۴ ۳۸ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی ۷ اپریل۔ مرکزی اسمبلی میں آج صدر نے گورنر جنرل کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ موجودہ اسمبلی کی میعاد میں یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء سے ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔

بیت المقدس ۷ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ عربوں نے ایک مقام پر ایک ریلوے لائن کو تباہ کر دیا جس کے نتیجہ میں ایک مال گاڑی اس جگہ پر الٹ گئی۔ انجن اور ۸ ڈبے تباہ ہو گئے۔ ایک ریلوے سٹیشن پر حملہ کر کے سٹیشن کا تمام سامان تباہ کر دیا بیت المقدس کے نواح میں یہودی نو آبادیوں پر حملے کئے گئے۔ تمام سلسلہ مواصلات منقطع کر دیئے گئے۔

جالندھر ۷ اپریل۔ کل شام یہاں سخت طوفان باد و باراں آیا۔ ژالہ باری بھی ہوئی۔ جس سے فصلوں کو نقصان پہنچا۔ کئی پرندے ہلاک ہو گئے۔

بیت المقدس ۷ اپریل۔ حکومت نے علاقہ رملہ کے عربوں سے ۵ ہزار گنی تعزیری ٹیکس وصول کیا ہے! اس علاقہ کے عربوں پر الزام تھا۔ کہ اس علاقہ میں فوجوں پر زیادہ حملے ہوئے

حیدر آباد (دکن) ۷ اپریل۔ ہنگل ناتھد (حیدر آباد دکن) میں ابھی فرقہ دارانہ کشیدگی ختم نہیں ہوئی۔ گذشتہ شب تین مقامات پر ہندو مسلم فساد ہوا ہندو جو لاٹھیوں اور بندوقوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں کے مکانات پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے فضا میں فائر کئے۔ جس سے لوگ منتشر ہو گئے۔ ایک ہفتہ کے لئے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے

مدراس ۷ اپریل۔ منگلور کی ایک اطلاع ہے۔ کہ موضع نلیشور میں بجلی گرنے کی وجہ سے ۲۹ آدمی ہلاک اور ۱۸ شدید مجروح ہوئے۔

ہردوار ۷ اپریل۔ ہردوار میں ریلوے سٹیشن کے قریب یاتریوں کے خیموں میں آگ لگ گئی اور ۲۰۰ سے زائد خیمے اور جھونپڑے جل کر راکھ ہو گئے۔ جس سے ۲۰ ہزار روپے کا نقصان ہو گیا۔ ایک خیمے میں دو بنگالی لڑکے سو رہے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

نئی دہلی ۷ اپریل۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں دریافت کیا گیا۔ کہ کیا آسٹریا میں برطانوی ہندوستانی باشندے آباد ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو حکومت نے ان کے جان و مال کی حفاظت کے لئے کیا اقدام کیا ہے۔ سر جگدیش پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ اس سلسلہ میں ملک معظم کی حکومت سے دریافت کیا گیا ہے اطلاع ملنے پر ہاؤس کو مطلع کیا جائے گا۔

لاہور ۷ اپریل۔ آج پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں اجلاس ملتوی کرنے کے سوال پر اسمبلی میں بہت ہنگامہ بپا ہوا اجلاس کے شروع میں وزارت پارٹی کے ایک ممبر نے سپیکر کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی۔ کہ چونکہ کورم پورا نہیں اس لئے اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ دیوان چمن لال نے کہا۔ کہ ممبروں کی تعداد گنی جائے۔ اس اثنا میں سر سکندر حیات خان نے کہا۔ کہ آج صوبہ کے نئے گورنر آ چکے ہیں اور پہلے گورنر جا رہے ہیں اگر ہاؤس کی یہ رائے ہو تو اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ حزب مخالف کی طرف سے اس تجویز کی سخت مخالفت کی گئی۔ اور دیوان چمن لال اور سر سکندر حیات خان کے درمیان خوب نوک جھونک ہوئی بالآخر ایوان میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ سپیکر نے کہا۔ کہ چونکہ یہاں ہنگامہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے اجلاس کل تک ملتوی کرتا ہوں۔ اجلاس کے خاتمہ کے بعد بھی کانگرس پارٹی کافی عرصہ تک ایوان میں بیٹھی رہی۔

ہردوار ۷ اپریل۔ ہردوار میں ننگے سادھوؤں کے جلوس کے متعلق بابو پرشوتم داس ٹنڈن اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی بے حیائی کا انسداد ہونا چاہیئے۔

کلکتہ ۷ اپریل۔ آج مسٹر گاندھی نے پھر گورنر بنگال سے ملاقات کی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ گورنمنٹ ہاؤس سے واپسی پر گاندھی جی سے مولانا ابوالکلام آزاد نے تبادلہ خیالات کیا گفتگو کا موضوع سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کی رہائی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ گاندھی جی کی صحت پھر خراب ہو گئی ہے۔ اور ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

۹۸

نئی دہلی ۷ اپریل۔ "ٹریبیون" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۷ اپریل کو کلکتہ میں مسلم لیگ کا جو اجلاس ہوگا۔ اس میں سر سکندر حیات خان بھی شریک ہونگے۔ گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو جو مسٹر جناح سے خط و کتابت کرتے رہے ہیں۔ اس اجلاس کے ایام میں کلکتہ میں ہی ہونگے۔ معلوم ہوا ہے۔ خط و کتابت دوستانہ رنگ میں ہوئی ہے اور اگر یہی جذبہ قائم رہا۔ تو مسلم لیگ اور کانگرس میں تصفیہ ہو جانے کی توقع ہے

قاہرہ ۷ اپریل۔ اطالوی تاجروں نے عرصہ سے مصر میں فسطائیت کا پراپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے مصر میں بہت سی فسطائی جماعتیں بن گئی تھیں آج حکومت مصر نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس کی رو سے تمام فسطائی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے! اس سلسلہ میں اطالوی سفیر مقیم قاہرہ نے وزیر داخلہ مصر سے ملاقات کی۔ اور کہا۔ کہ حکومت کو یہ حکم واپس لے لینا چاہیئے لیکن وزیر داخلہ نے اسے واپس لینے سے انکار کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۷ اپریل۔ آج سر جیمز گرگ فنانس ممبر حکومت ہند نے مرکزی اسمبلی میں تحریک پیش کی۔ کہ انکم ٹیکس امینڈمنٹ بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ مسٹر دتا کی طرف سے بل کو مشتہر کرنے کی تحریک پیش ہوئی۔ کانگرسی ارکان نے اس تحریک کی حمایت کی۔ آخر اجلاس دوشنبہ پر انکم ٹیکس بل پر مزید بحث کے لئے ملتوی ہو گیا۔

لنڈن ۷ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرسی مسلم لیڈر مسٹر عباس طیب جی (سابق جج بڑودہ) کی پوتی مس حمیدہ طیب کی شادی ایک ہندو دیوان مسٹر ہربود وہ ہتہ سے برطانی قانون کے ماتحت ہوئی۔ دونوں نے عدالت میں بیان دیا کہ انہوں نے رضا مندی سے شادی کی ہے

امرتسر ۷ اپریل۔ ڈپٹی کمشنر امرتسر نے تحصیل اجنالہ میں دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ جس کی وجہ فتح وال تحصیل اجنالہ میں فرقہ وار کشیدگی ہے۔

بنارس ۷ اپریل۔ "ملاپ" لکھتا ہے کہ ضلع بنارس میں طاعون کا بہت زور ہے کئی گاؤں خالی ہو رہے ہیں۔ بہت سی اموات ہو چکی ہیں۔

لاہور ۷ اپریل۔ صوبہ پنجاب کے نئے گورنر فرنٹیئر میل میں لاہور پہنچے پلیٹ فارم پر وزیر اعظم دیگر وزراء چیف جسٹس اور دوسرے افسران موجود تھے۔ شام کو ہائی کورٹ کے ہال میں چیف جسٹس نے گورنر سے حلف وفاداری لیا۔ رسم کے خاتمہ پر سترہ توپوں کی سلامی دی گئی۔

انقرہ ۷ اپریل۔ حکومت ترکیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بحر مارمورا کے ساحل پر ایک زبردست بحری مستقر قائم کیا جائے اس کے علاوہ بحری طاقت کو اور زیادہ مضبوط بنانے کے لئے ایک سہ سالہ پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں ۶۵ لاکھ پونڈ سالانہ خرچ ہونگے۔

کراچی ۷ اپریل۔ وزیر اعظم سندھ سے ملاقات کے دوران میں مشہور سیاسی قیدی ہنسراج وائرلیس نے کہا۔ کہ گو تشدد کے طریق پر مجھے کوئی اعتقاد نہیں رہا۔ تاہم میں مشروط طور پر رہا ہونے کے لئے تیار نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عنقریب اس کی رہائی کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

تعطیلات ایسٹر کیلئے رعایت

آئندہ تعطیلات ایسٹر کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۸ اپریل سے ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء تک واپسی ٹکٹ جو ۲ مئی ۱۹۳۸ء تک کارآمد ہو سکیں گے۔ مندرجہ ذیل شرحوں پر جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا سفر سو میل سے زیادہ ہو۔ یا ۱۰۱ میل کا رعایتی کرایہ ادا کر دیا جائے۔

اول اور دوم درجہ...... ایکطرف کا پورا اور دوسری طرف کا ½

درمیانہ اور سوم درجہ...... ایکطرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف

چیف کمرشل منیجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

مسوری تک ساٹھ روزہ واپسی ٹکٹ

یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء تک نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ۴۲ اہم سٹیشنوں سے ای۔ آئی۔ ریلوے کی مسوری آؤٹ ایجنسی تک براستہ ڈیرہ دون تمام درجوں کے مسافروں کے لئے ریل اور سڑک مشترکہ واپسی ٹکٹ جاری کئے جائینگے ایسے ٹکٹ واپسی سفر کے اختتام کے لئے تاریخ اجراء کی نصف شب سے لے کر ساٹھ دن تک کارآمد ہو سکیں گے۔ لیکن یکم نومبر ۱۹۳۸ء کو نصف شب کے بعد تک کارآمد نہیں ہونگے۔

مزید تفصیلات کیلئے قریبی سٹیشن ماسٹر سے درخواست کریں۔

چیف کمرشل منیجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

دورنگلا آؤٹ ایجنسی

یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے حسب ذیل ٹریفک کیلئے دورنگلا آؤٹ ایجنسی براستہ گورداسپور ریلوے سٹیشن (جسے میسرز محمد سلیم اینڈ کمپنی لاہور چلائینگے) کھولی جائیگی۔

(ا) مسافر اور ان کا سامان — مقامی اور غیر ملکی
(ب) پارسل
(ج) اشیاء — اندرونی اور بیرونی

جن مسافروں کے پاس اس آؤٹ ایجنسی سے اور اس تک سڑک اور ریل۔ یا ریل اور سڑک کے مشترکہ ٹکٹ ہوں گے انہیں اس آؤٹ ایجنسی اور گورداسپور ریلوے سٹیشن کے درمیان ۲ آنہ فی مسافر کے حساب سے لاری پر لیجایا جائیگا۔ تین سال سے زائد اور بارہ سال سے کم عمر والے بچوں کا نصف کرایہ لیا جائیگا۔ سڑک کے یہ کرائے ان تھرڈ ٹکٹوں کے کرایہ میں شامل ہوں گے۔ جو اس ایجنسی سے یا اس تک جاری کئے جائیں گے۔ بڑے حجم والی اشیاء یا چھکڑے کے بوجھوں کا اس آؤٹ ایجنسی پر کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ مزید تفصیلات کیلئے سٹیشن ماسٹروں یا این۔ ڈبلیو۔ آر۔ آؤٹ ایجنسی دورنگلا براستہ گورداسپور سے خط و کتابت کیجائے۔

چیف کمرشل منیجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

میلہ کنبھ بمقام ہردوار ۱۹۳۸ء

پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہردوار میں میلہ کنبھ کے سلسلہ میں یاتریوں کی بھاری آمد و رفت کے پیش نظر ایک ڈبہ انٹر اور تھرڈ کلاس کا جو لاہور اور ڈیرہ دون کے درمیان اور ایک ڈبہ تھرڈ کلاس کا جو لاہور اور ہردوار کے درمیان علی الترتیب ۱۸ ڈاؤن / ۱۔ ایل۔ ڈی اور ۴۔ ایل۔ ڈی / ۱۷ اپ کے ساتھ چلتا ہے۔ ان کی جگہ ایک ڈبہ انٹر کلاس کا اور ایک ڈبہ سیکنڈ کلاس کا لگایا جائے گا۔ جو ڈیرہ دون سے اور ڈیرہ دون تک چلے گا۔ یہ سروس لاہور اور ڈیرہ دون کے درمیان ۳/۳۸ ۳۱ اور ۴/۳۸ ۱ سے چلنا شروع ہوں گی۔ اور علی الترتیب ۴/۳۸ ۲۵ اور ۴/۳۸ ۲۹ کو چلنا بند ہو جائیں گی۔ اسی عرصہ کے دوران میں ایک انٹر اور تھرڈ کلاس (کا) ڈبہ اور ایک تھرڈ کلاس ڈبہ جو لاہور اور ہردوار کے درمیان ۷۶ ڈاؤن اور ۷۵ اپ کے ساتھ چلتا ہے۔ وہ ڈیرہ دون تک اور ڈیرہ دون سے بھی چلیگا۔

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی۔